ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 21 شمارہ 07 فروری 2024ء - رجب المرجب 1445ھ

جلد 21 شمارہ 07

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

فروری 2024ء - رجب المرجب 1445ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود
مولانا محمد ریحان

فی شمارہ........................ 50 روپے

سالانہ.................. 500 روپے

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 400 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.............دنیاوی اغراض ومفادات کے رشتے.........مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط46)...............................امن والی اونگھ کا نزول،	
اور غلطی کے بعد معافی...// //	6
درسِ حدیث ....برزخ وقبر کی حیات، اور	
جسم وروح کا تعلق (اٹھائیسویں وآخری قسط).....................................// //	18
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
افادات وملفوظات...مفتی محمد رضوان	24
علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،	
کتب، مختصر تعارف (چودھواں حصہ).......................................مفتی غلام بلال	29
تذکرۂ اولیاء: ....پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور	
خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط2).....................................مولانا محمد ریحان	33
پیارے بچو!......................لومائر گاؤں کا درخت.......................// //	36
بزمِ خواتین ...ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (بارھواں حصہ).....مفتی طلحہ مدثر	38
آپ کے دینی مسائل کا حل ....تکفیر بازی ومغالطاتِ	
سلفی کا جائزہ (قسط16)...ادارہ	41
کیا آپ جانتے ہیں؟.........................جھوٹے وظالم حکمران، اور ان کی	
اعانت کا فتنہ...مفتی محمد رضوان	51
عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ اور قارون (تیسرا حصہ)......مولانا طارق محمود	57
طب وصحت........................کھانسی اور اس کا علاج.........حکیم مفتی محمد ناصر	60
اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..........................// //	61

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

دنیاوی اغراض ومفادات کے رشتے

اللہ کے لئے محبت رکھنا، اور اللہ کے لئے بغض رکھنا، بہت عظیم عمل ہے، جس کی احادیث میں بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ. (سنن أبي داود، رقم الحديث ۴۶۸۱، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھا، اور اللہ ہی کے لیے دیا، اور اللہ ہی کے لیے منع کیا، تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا (سنن ابی داؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوْثَقَ عُرَى الْإِيْمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللّٰهِ، وَتُبْغِضَ فِي اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۵۲۴) [2]

ترجمہ: ایمان کا سب سے مضبوط حلقہ یہ ہے کہ آپ اللہ کے سلسلے میں محبت رکھیں، اور اللہ کے سلسلے میں بغض رکھیں (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ. (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۵۹۹، كتاب السنة، باب مجانبة

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناده حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن بشواهده، وهذا إسناد ضعيف (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

أهل الأهواء وبغضهم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال میں سب سے زیادہ افضل عمل، اللہ کے سلسلے میں محبت رکھنا اور اللہ کے سلسلے میں بغض رکھنا ہے (ابوداؤد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں درجِ ذیل الفاظ ہیں:

إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ. (مسنداحمد، رقم الحديث ٢١٣٠٣) [2]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک اعمال میں سب سے زیادہ محبوب عمل، اللہ کے سلسلے میں محبت رکھنا اور اللہ کے سلسلے میں بغض رکھنا ہے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے اللہ کی وجہ سے محبت رکھنا اور اللہ کی وجہ سے بغض رکھنا، اللہ کا پسندیدہ اور محبوب ترین وافضل ترین عمل اور مضبوط وکامل ایمان کی نشانی ہے۔

لیکن مسلم معاشرہ میں حبِ دنیا کی جڑوں نے اتنی گہری دلوں میں جڑیں پکڑلی ہیں کہ آج کے دور میں عام طور پر ایک دوسرے سے محبت اور بغض کی بنیاد، اللہ کے بجائے دنیوی اغراض ومفادات پر قائم ہے۔

اور موجودہ زمانہ میں یہ فتنہ بہت عام ہوگیا ہے، جس سے بہت کم لوگ ہی محفوظ رہ سکے ہیں، جگہ جگہ محض ''دنیاوی اغراض ومفادات کے رشتے'' ہی زیادہ تر دکھائی دیتے ہیں۔

دنیا داری میں تو یہ فتنہ بہت عام ہو چکا ہے، لوگوں کے باہمی تعلقات اور رشتے محض دنیاوی مفادات تک محدود ہوکر رہ گئے ہیں، ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو دوسروں سے خالص، اللہ کی رضاء کے لیے تعلق ورشتہ رکھتے ہوں، اور اسی وجہ سے آج کے دور میں رشتے اور تعلقات اس وقت تک استوار اور باقی رہتے ہیں، جب تک دنیاوی اغراض ومفادات وابستہ رہتے ہیں، اور جوں ہی ان اغراض ومفادات کا تعلق ختم ہوا، تو عرصہ دراز کے رشتے ناطے سب بکھر کر رہ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے یکلخت دوسروں کی مدح، ذم سے، اور بھلائیاں، برائیوں سے تبدیل ہوجاتی ہیں، جن لوگوں کی

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية سنن ابی داوٗد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

تعریفوں کے رات دن پل باندھے جاتے تھے، ان کی شان میں الزام تراشیوں کی جدوجہد کی جانے لگتی ہے، پھراس کے نتیجہ میں بغض وعداوت جنم لیتی، اور پھلتی پھولتی ہے۔

خیر یہ سب کچھ تو دنیا کے رنگ میں ہو رہا ہے، جو کسی طرح حوصلہ افزاء نہیں، اور بہرحال قابلِ اصلاح طرزِ عمل ہے، لیکن اس سے زیادہ سنگین صورتِ حال وہ ہے، جس میں طرفین سے ایک دوسرے کے ساتھ عرصہ دراز تک دینی وللّٰہی تعلق سمجھا جاتا رہا ہو، دوسرے کی وفاداری، اور دین داری وغیرہ کا قولاً، فعلاً اور اس سے بڑھ کر تحریراً اقرار کیا جاتا رہا ہو، اور اس کی تبلیغ وتشہیر بھی کی جاتی رہی ہو، لیکن جوں ہی دوسرے سے دنیاوی اغراض ومفادات کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، تو اسی کے ساتھ یکسر تمام تر دینی تعلقات اور اعتمادات کا رشتہ بھی کافور ہوکر رہ جاتا ہے، اور عام میل جول، یہاں تک کہ سلام وکلام کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا جاتا ہے، جو ایک عام مسلمان اور اجنبی سے بھی منقطع کرنا جائز نہیں، جس کی منبرومحراب پر علماء درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہم نے موجودہ زمانہ میں کئی ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کی طرف سے ایک عرصہ تک کسی کو اپنا شیخ ومربی تصور کیا جاتا رہا، اور عرصہ دراز گذرنے کے بعد جب اپنی کسی پیشہ وارانہ غرض اور مفاد کو ٹھیس پہنچی، تو بجائے اس کے کہ اپنے اس حبِ دنیا کے مرض کا علاج کرتے، وہ یہ اصلاحی تعلق بھی قائم نہ رکھ سکے، بلکہ اس کی بنیاد پر ان کو اپنا شیخ ومربی ہی قابلِ اصلاح نظر آنے لگا، جس سے اندازہ ہوا کہ موجودہ زمانہ میں حبِ دنیا نے دل ودماغ کو اس قدر بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ اب اکثر وبیشتر دینی اور دنیوی سب رشتے اور تعلقات اسی کے اردگرد گھومنے لگے ہیں۔

دین کے سلسلہ میں یہ طرزِ عمل اس بات کی غمازی وعکاسی کے لیے کافی ہے کہ وہ تعلق، اگرچہ دینی رنگ لیے ہوئے تھا، لیکن درحقیقت وہ دنیاوی اغراض ومفادات کی بنیاد پر قائم تھا، جس کے ختم ہوتے ہی عرصہ دراز سے قائم لمبی چوڑی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہوکر رہ جاتی ہے۔

اسی نیت کے فساد کا نتیجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو عمر بھر اصلاح وتزکیہ سے محروم رہتے ہیں، اگرچہ وہ اپنے آپ کو بڑا نیک کیوں نہ تصور کرتے رہیں۔

دینی حوالہ سے یہ طرزِ عمل بہت افسوس ناک ہے، اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن(سورہ آلِ عمران: قسط47، آیت نمبر154، 155)

مفتی محمد رضوان

امن والی اونگھ کا نزول، اور غلطی کے بعد معافی

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ
اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ
الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ
لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ
بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ
صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (154)
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ
مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (155)

(سورة آلِ عمران)

ترجمہ: پھر نازل کیا اس (اللہ) نے تم پر غم کے بعد امن والی اونگھ کو، جس نے ڈھانپ لیا ایک جماعت کو تم میں سے، اور ایک جماعت ایسی تھی کہ یقینی طور پر اہمیت میں ڈال دیا ان کو ان کی جانوں نے، گمان کر رہے تھے وہ اللہ کے ساتھ، ناحق، جاہلیت والا گمان، کہہ رہے تھے وہ کہ کیا ہے ہمارے لئے معاملہ میں سے کوئی چیز، کہہ دیجئے آپ کہ بے شک معاملہ وہ پورا، اللہ ہی کے لئے ہے، چھپاتے ہیں وہ اپنے نفسوں میں وہ باتیں، جن کو ظاہر نہیں کرتے وہ، آپ کے لئے، کہتے ہیں وہ کہ اگر ہوتی ہمارے لئے معاملہ میں کوئی چیز، تو نہ قتل کیا جاتا ہم کو یہاں، کہہ دیجیے آپ کہ اگر ہوتے تم اپنے گھروں میں، تو یقیناً نکل آتے وہ لوگ کہ لکھا جا چکا تھا، ان پر قتل کو، ان کے لیٹنے (یعنی قتل ہونے) کی جگہوں کی طرف، اور یقیناً آزماتا ہے اللہ ان چیزوں کو جو تمہارے سینوں میں ہیں، اور تاکہ دور کردے وہ (اللہ) ان چیزوں کو جو تمہارے دلوں میں

www.idaraghufran.org

ہیں، اور اللہ خوب جاننے والا ہے، سینوں کی باتوں کو(154) بے شک وہ لوگ کہ پیٹھ پھیر گئے وہ تم میں سے، جس دن ملاقات کی دو جماعتوں نے، بس پھسلا دیا ان کو شیطان نے، بعض ان چیزوں کی وجہ سے جن کو کیا انہوں نے، اور یقیناً معاف کر دیا اللہ نے ان سے، بے شک اللہ، غفور ہے، حلیم ہے(155) (سورۃ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

اس سے پہلی آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بعض لغزشوں کا ذکر کر کے ان کی معافی کا اعلان فرمایا تھا۔

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ دونوں آیات میں غزوۂ احد میں پیش آنے والے حالات وواقعات، اور بعض لغزشوں کا کچھ وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، تاکہ آئندہ، اس قسم کی لغزشوں کو نہ دہرائیں۔

پہلی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ غزوۂ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کی وجہ سے مومنوں کو جو عارضی شکست اور شہادت وغیرہ کی شکل میں غم پیش آیا تھا، اس کے ازالہ کے لئے اللہ کی طرف سے صحابہ پر اونگھ کی شکل میں امن وسکون نازل کیا گیا، جس سے ان کو دوبارہ تازم دم ہونا اور تقویت فراہم کرنا تھا، تاکہ شکست کے بعد فتح کے راستہ کو پائیں۔

پھر اس موقع پر ایک ایسی جماعت کا بھی ذکر فرمایا، جن کو ان کے نفسوں نے اپنی اپنی جانوں کی فکر پر ابھار دیا، جس کی وجہ سے ان کو دوسروں کا خیال نہ رہا، اور انہوں نے اللہ کے ساتھ برا گمان کیا، جو زمانہ جاہلیت والا گمان تھا کہ اللہ کے نبی کو قتل کر دیا گیا، اور مسلمانوں کو فتح حاصل نہیں ہوگی، اور اللہ کی طرف سے فتح ونصرت کا وعدہ سچا نہیں تھا، اور ہمارے لئے اللہ کی طرف سے نصرت ومدد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پوری کی پوری نصرت اور ہر چیز کا اختیار اللہ ہی کو حاصل ہے۔

اور یہ لوگ دل میں ایسی باتیں چھپاتے ہیں، جن کا وہ اظہار نہیں کرتے، چنانچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے اللہ کی طرف سے کوئی مدد ونصرت ہوتی، تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہو، تو بھی جن کا قتل ہونا مقدر

www.idaraghufran.org

ہو چکا، وہ پھر بھی گھروں سے نکل کر اپنے قتل ہونے والی جگہوں میں پہنچ جاتے۔

جہاں انسان فوت، یا قتل ہوتا ہے، وہاں چونکہ وہ لیٹ جاتا ہے، اس لئے قتل ہونے والی جگہوں کو ’’مضاجعھم‘‘ فرمایا۔

اور اللہ نے جو کچھ بھی احد میں عارضی شکست وغیرہ کی شکل میں معاملہ فرمایا، اس کا مقصد دلوں کے ایمان، انفاق، اور اخلاص اور عدمِ اخلاص وغیرہ کی آزمائش اور کھرے، کھوٹے لوگوں میں امتیاز پیدا کرنا، اور بعض کے دلوں میں موجود کھوٹ کو دور کرنا تھا، اگرچہ اللہ کو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کا بخوبی علم ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری جماعت منافقین کی تھی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

پھر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے جن لوگوں نے مسلمان اور کافروں کی دونوں جماعتوں کی ملاقات کے دن پیٹھ پھرائی، تو ان کو شیطان نے وسوسے ڈال کر بہکا دیا تھا، جس کا سبب ان کی اپنے بعض کوتاہیاں، یعنی اللہ کے رسول کی نافرمانی کرنا تھا، جیسا کہ احد میں نبی نے جہاں موجود رہنے کا کہا تھا، وہاں سے ہٹ جانا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلے جانا، وغیرہ، لیکن اللہ نے ان کو معاف فرمادیا، کیونکہ اللہ غفور، یعنی بہت معاف کرنے والا ہے، اور حلیم، یعنی بہت حلم و برداشت والا بھی ہے، اس لئے جہاں معاف فرماتا ہے، اسی کے ساتھ بندوں کی کمی کوتاہیوں کو برداشت بھی فرماتا ہے، اور جلدی مواخذہ نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اونگھ کی شکل میں امن وسکون نازل کرنے کا واقعہ بدر میں بھی پیش آیا تھا، جس کا ذکر سورہ انفال کی مندرجہ ذیل آیات میں آیا ہے:

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ .وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ .اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (سورة الانفال، رقم الآيات ۹ الٰی ۱۱)

ترجمہ: جب فریاد کر رہے تھے تم اپنے رب سے، تو قبول کیا اس نے تمہارے لئے کہ

www.idaraghufran.org

بے شک میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری، ایک ہزار فرشتوں سے (جو) ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں، اورنہیں بنایا اس (مدد) کواللہ نے مگر خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہوجائیں اس سے تمہارے دل اورنہیں ہے، نصرت مگر اللہ کے پاس سے، بیشک اللہ ''عزیز'' ہے ''حکیم'' ہے، جب ڈھانپ رہا تھا وہ تم کو، امن والی اونگھ سے، اپنی طرف سے اورنازل کررہا تھا وہ تم پر آسمان سے پانی کو، تاکہ پاک کردے وہ تم کواس کے ذریعہ سے اور دور کردے وہ تم سے شیطان کی گندگی کواور تاکہ مضبوط گرہ باندھے وہ تمہارے دلوں پراور جمادے اس کے ساتھ قدموں کو (سورہ انفال)

غزوۂ احد میں اللہ کی طرف سے جس کیفیت کے ساتھ اونگھ کے ذریعہ امن وسکون عطاء کیا گیا، اس کا بعض صحابۂ کرام نے ذکر کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِی طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتّٰى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا، يَسْقُطُ وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۴۰۶۸)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں جب ہم صف باندھے کھڑے تھے، تو ہم پر غنودگی طاری ہوگئی تھی، یہاں تک کہ ہماری کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ نیند سے میری تلوار ہاتھ سے بار بار گرتی تھی، اور میں اسے اٹھاتا تھا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، وَكَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ: انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ لَا يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ.

www.idaraghufran.org

قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِهِمْ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا مِنَ النُّعَاسِ (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٨١١ "١٣٦")

ترجمہ: جب غزوۂ احد کا دن تھا، تو صحابہ میں سے بعض حضرات شکست کھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے، اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال سے آپ پر پردہ کیے ہوئے تھے، اور ابوطلحہ بہت زبردست تیرانداز تھے، اور اس دن انہوں نے دو، یا تین کمانیں توڑیں تھیں، جب کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تیروں کا ترکش لیے گزرتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ انہیں ابوطلحہ کے لیے بکھیر دو، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گردن اٹھا اٹھا کر قوم کو دیکھ رہے تھے، تو ابوطلحہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ قربان، آپ گردن نہ اٹھائیں، کہیں دشمنوں کے تیروں میں سے کوئی آپ کو نہ لگ جائے، اور میرا سینہ آپ کے سینہ کے سامنے رہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ بنتِ ابوبکر اور امِ سلیم کو دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو اوپر اٹھائے ہوئے تھیں، یہاں تک کہ میری نظر ان کی پنڈلیوں کی پازیبوں پر پڑی، اور وہ دونوں اپنی پشتوں پر مشکیزے بھر کر لا رہی تھیں، اور صحابہ کے منہ میں ڈال کر واپس لوٹتی تھیں، پھر دوبارہ مشکیزے بھرتیں، پھر ان کو بھر کر لاتیں، اور صحابہ کے منہ میں ڈال دیتی تھیں، اور اس دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو، یا تین مرتبہ نیند کی وجہ سے تلوار گرگئی تھی (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ، قَالَ: غُشِينَا وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ، حَدَّثَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا

www.idaraghufran.org

أَنْفُسُهُمْ، أَجْبَنُ قَوْمٍ وَأَرْعَبُهُ وَأَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ(سنن الترمذی،رقم الحدیث ۳۰۰۸،ابواب تفسیر القرآن،باب :ومن سورۃ آل عمران) ل

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم پر اونگھ طاری ہوگئی تھی،اور ہم دشمنوں کے سامنے اپنی صفوں میں تھے احد کے دن،ابوطلحہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا،جن پر اس دن اونگھ طاری ہوئی تھی،پس میری تلوار میرے ہاتھ سے گر،گر جاتی تھی،اور میں اس کو بار بار پکڑتا تھا۔اور دوسری جماعت منافقین کی تھی،جن کو صرف اپنے آپ کی فکر سوار تھی،جو لوگوں میں سب سے زیادہ بزدل،اور مرعوب ہونے،اور حق کو زیادہ رسوا کرانے والے لوگ ہیں(ترمذی)

امام بیہقی،اور ابونعیم نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة،ج۳،ص ۲۷۴،جماع أبواب غزوة أحد،باب قول الله عز وجل ولقد صدقكم الله ،صفة النفاق،لابی نعیم،رقم الحدیث ۱۵۲ ،بَابٌ ذِكْرُ عَلامَةِ أَهْلِ النِّفَاقِ فِي الْحَرْبِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ)

اور اس کو ابنِ حبان نے بھی روایت کیا ہے۔

لیکن ابنِ حبان کی روایت میں اس واقعہ کو غزوۂ بدر کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ۲

مگر غزوہ احد کے الفاظ کا درست ہونا ہی راجح معلوم ہوا،اور احد کی جگہ بدر کے الفاظ میں کسی راوی کو اشتباہ ہوگیا ہے،کیونکہ بدر کے واقعہ سے متعلق سورہ انفال میں بھی اونگھ طاری ہونے کا ذکر ہے،لیکن وہاں دوسری جماعت کا ذکر نہیں،اور اس اشتباہ کی وجہ یہی ہے کہ بدر،اور احد کے بعض واقعات میں مشابہت پائی جاتی ہے،جیسا کہ اونگھ طاری ہونے میں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ل قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۲ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ :غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ :فَكُنْتُ فِيمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَهُمْ هَمٌّ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ أَجْبَنُ قَوْمٍ وَأَذَلُّهُ لِلْحَقِّ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ أهل شك وريبة في أمر الله(صحیح ابنِ حبان،رقم الحدیث ۷۱۸۰)

قال شعيب الارنوؤط:إسناده صحيح على شرط البخاري، رجاله ثقات رجال الشيخين غير محمد بن عبيد الله، فروى له البخاري(حاشية صحيح ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

قَوْلُهُ عز وجل: ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا" قَالَ: أُلْقِيَ عَلَيْنَا النَّوْمُ يَوْمَ أُحُدٍ(المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث ٢٨٥)

ترجمہ:اللہ عزوجل کے قول"ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا"کے بارے میں عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ احد کے دن ہمارے اوپر نیند طاری کردی گئی تھی(طبرانی)

اگرچہ اس حدیث کی سند کچھ ضعیف ہے،لیکن اس کی دوسری روایات سے تائید ہوتی ہے۔ [1]

دشمنوں سے جنگ کا مرحلہ تھکن،اور خوف کا ماحول پیدا کرتا ہے،جس سے انسان ذہنی وجسمانی طور پر اضطراب کا شکار ہوجاتا ہے،ایسے میں تھوڑی دیر کی مخصوص غنودگی واونگھ ذہنی وجسمانی تھکن کو دور کرنے،اور بشاشت وتازگی پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔

اورغنودگی دراصل نیند کے ابتدائی آثار پیدا ہونے کا نام ہے،جس سے انسان پوری طرح غفلت وبے ہوشی میں نہیں جاتا،اور عام معمول کے دوران ذہنی وجسمانی تسکین حاصل کرپاتا ہے۔ [2]

غزوۂ احد بہت سخت اور کٹھن مرحلہ تھا،جب مسلمانوں کی لاشیں خاک وخون میں تڑپ رہی تھیں،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہوگئی تھی،ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے خاص امن وسکون والی اونگھ وغنودگی نازل فرماکر،اور سب کچھ دل ودماغ سے نکال کر تازہ دم فرمادیا،اور پھر مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه ضرار بن صرد وهو ضعيف(مجمع الزوائد، ج٦ص١١٧، تحت رقم الحديث ١٠٠٩٣)

[2] النعاس في اللغة :من نعس نعسا، ونعاسا :فترت حواسه، وهو بداية النوم .وفي الاصطلاح :هو قليل نوم لا يشتبه على صاحبه أكثر ما يقال عنده، أو هو ريح لطيفة تأتي من قبل الدماغ فتغطي العين ولا تصل إلى القلب، فإن وصلت إليه كان نوما .والعلاقة بين النعاس والنوم :أن النعاس مبدأ النوم.

ب -السنة:السنة لغة :هي من وسن يوسن وسنا وسنة :أخذ في النعاس.

وفي الاصطلاح :فتور يعتري الإنسان ولا يفقد معه عقله والعلاقة بين السنة والنوم :أن السنة مبدأ النوم.

ج -الإغماء :الإغماء :هو فقد الحس والحركة .كالغشي .وفي الاصطلاح :آفة في القلب أو الدماغ تعطل القوى المدركة والمحركة عن أفعالها مع بقاء العقل مغلوبا .والعلاقة بين النوم والإغماء :أن كلا منهما يعطل القوى المدركة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٢، ص١٦، مادة "نوم")

www.idaraghufran.org

اَلنُّعَاسُ عِنْدَ الْقِتَالِ أَمَنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَالنُّعَاسُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ(المعجم الكبیر،للطبرانی،رقم الحدیث ۹۴۵۱) [1]

ترجمہ: قتال کے وقت اونگھ،اللہ کی طرف سے امن وسکون ہے،اورنماز میں اونگھ کا آنا شیطان کی طرف سے ہے(طبرانی)

حضرت ابوعثمان سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۴۱۴"۴۷")

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان بعض ایام میں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا،حضرت طلحہ،اورسعد کے علاوہ کوئی اور باقی نہیں رہا تھا،ان دونوں کی اپنی حدیثوں کے مطابق (صحیح مسلم)

بعض منافقین کی طرف سے غلط خبریں اڑانے،اوران کے بہکانے کی وجہ سے چند صحابۂ کرام سے اس طرح کی جو بعض کوتاہیاں ہوئیں،اللہ نے ان کی معافی کا قرآن مجید میں ہی اعلان بھی فرمادیا ہے۔

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ صحابۂ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم نہیں،ان میں سے بعض حضرات سے کچھ لغزشیں بھی صادر ہوئیں،لیکن ان کی وجہ سے صحابۂ کرام کی تفسیق،یا ان کی شان میں طعن وتشنیع کرنا جائز نہیں۔

اورمختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے جو بعض لغزشوں کے واقعات پیش آئے،اوران کا معتبر نصوص میں ذکر آ گیا،ان کا نہ تو انکار کیا جائے،اور نہ ہی ان کی وجہ سے ان پر فسق کا حکم لگایا جائے،بلکہ توبہ کرنے،اوراللہ کی طرف سے معاف ہونے کا گمان رکھا جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال البوصيري:قال مسدد :وثنا يحيى، عن سفيان، حدثني عاصم بن بهدلة، عن (أبي رزين) عن عبد الله قال" :النعاس عند القتال أمنة والنعاس في الصلاة من الشيطان ."

هذا إسناد رواته ثقات، و أبو رزين اسمه :مسعود بن مالك(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة،رقم الحديث ۴۴۴۵،باب الإمام جنة وما جاء في النعاس عند القتال)

www.idaraghufran.org

أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْ حَاطِبًا فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ (صحيح مسلم،رقم الحديث ٢٤٩٥ "١٦٢")

ترجمہ: حاطب بن بلتعہ کے غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کران کی شکایت کی ،اورعرض کیا کہ اے اللہ کے رسول حاطب تو ضرور جہنم میں داخل ہوں گے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو،وہ جہنم میں داخل نہیں ہوں گے، کیونکہ وہ بدراورحدیبیہ میں شریک ہوے ہیں (صحیح مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے قبیلہ جہنیۃ کی ایک عورت کے بارے میں ’’جس پر زنا کے بعد رَجم کی حد جاری کردی گئی تھی،اوراس کا نمازِ جنازہ بھی پڑھ لیا گیا تھا‘‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادمروی ہے کہ:

لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدَتْ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى (صحيح مسلم،رقم الحديث ١٦٩٦ "٢٤")

ترجمہ: بلا شبہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر لوگوں پر تقسیم کردیا جائے،تو ان کے لئے بھی کافی ہوجائے گی،اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ بھی پائی ہے کہ اس نے اپنی جان کو اللہ کے لئے پیش کردیا ہے (صحیح مسلم)

اورحضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت کے آخر میں ماعزِ اسلمی کے بارے میں،جن کو رجم کیا گیا تھا،یہ الفاظ آئے ہیں:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ(صحيح مسلم،رقم الحديث ١٦٩٥ "٢٢")

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماعز نے یقیناً ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو ایک جماعت پر تقسیم کردیا جائے،تو وہ اس جماعت کے لئے بھی کافی

www.idaraghufran.org

ہوجائے گی (صحیح مسلم)

قرآن وسنت میں صحابۂ کرام کے جو فضائل ومحاسن آئے ہیں، ان کے پیشِ نظر صحابۂ کرام کو آخرت کے اعتبار سے ناجی سمجھنے، اور ان کی شان میں زبان درازی کرنے سے بچنے کا حکم ہے، اہل السنہ والجماعہ کا یہی موقف ہے۔

علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وأهل السنة والجماعة متفقون على أن المعروفين بالخير كالصحابة المعروفين وغيرهم من أهل الجمل وصفين من الجانبين لا يفسق أحد منهم فضلا عن أن يكفر (مجموع الفتاوى، لابن تيمية، ج ۱۲، ص ۴۹۵، فصل فی تکفیر اهل البدع)

ترجمہ: اور اہل السنہ والجماعہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ صحابہ جو خیر کے ساتھ معروف ہیں، جیسا کہ مشہور صحابہ، اور اور دوسرے غیر مشہور صحابہ جنگِ جمل، اور جنگِ صفین والے، دونوں طرف کے صحابہ میں سے کسی کو فاسق قرار نہیں دیا جائے گا، چہ جائیکہ کسی صحابی کو کافر قرار دیا جائے (مجموع الفتاویٰ)

ایک اور جگہ اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولهذا كان من مذاهب أهل السنة الإمساك عما شجر بين الصحابة، فإنه قد ثبتت فضائلهم، ووجبت موالاتهم ومحبتهم.

وما وقع: منه ما يكون لهم فيه عذر يخفى على الإنسان، ومنه ما تاب صاحبه منه، ومنه ما يكون مغفورا. فالخوض فيما شجر يوقع في نفوس كثير من الناس بغضا وذما، ويكون هو في ذلك مخطئا، بل عاصيا، فيضر نفسه ومن خاض معه في ذلك. كما جرى لأكثر من تكلم في ذلك ; فإنهم تكلموا بكلام لا يحبه الله ولا رسوله: إما من ذم من لا يستحق الذم، وإما من مدح أمور لا تستحق المدح

ولهذا كان الإمساك طريقة أفاضل السلف (منهاج السنة النبوية، ج ۴، ص ۴۴۷، و ۴۴۸، الرد على مزاعم الرافضي عن معاوية من أنه كان باليمن يوم الفتح يطعن على رسول الله)

ترجمہ: اور اسی وجہ سے اہل السنہ کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کے درمیان جو مشاجرت ہوئی، اس سے زبان کو روکا جائے، کیونکہ ان کے فضائل ثابت ہیں، اور ان سے مودت

www.idaraghufran.org

ومحبت واجب ہے۔اور صحابہ کی طرف سے جو کوتاہیاں واقع ہوئیں،ان میں بعض تو وہ ہیں کہ ان میں،ان صحابہ کا اسی طرح کا عذر تھا،جو انسان پر مخفی رہ جایا کرتا ہے،اور بعض وہ ہیں،جن سے انہوں نے توبہ کر لی ہے،اور اور بعض وہ ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے معاف کردی گئیں،پس صحابہ کے مابین مشاجرت میں کھود کرید اور بحث ومباحثہ بہت سے انسانوں کے دلوں میں بغض اور برائی کو واقع کر دیتا ہے،اور وہ اس میں خطاء کار،بلکہ گناہ گار ہوتا ہے،پس اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والا ہوجاتا ہے،اور اس کو بھی جو اس کے ساتھ اس بحث مباحثہ میں شریک ہوتا ہے،جیسا کہ اکثر ان لوگوں میں یہ جاری ہو چکا ہے،جنہوں نے اس بارے میں کلام کیا،کیونکہ انہوں نے ایسا کلام کیا،جو نہ اللہ کو پسند ہے،نہ اللہ کے رسول کو پسند ہے،یا تو ایسے شخص کی برائی کرنے کی وجہ سے،جو برائی کا مستحق نہیں تھا،یا ایسے کاموں کی تعریف کرنے کی وجہ سے جو تعریف کے مستحق نہیں تھے۔

اور اسی وجہ سے زبان کو روک کر رکھنا ہی فاضلینِ سلف کا طریقہ رہا ہے(منہاج السنہ)

اور علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

ولهم فضائل ومحاسن .وما يحكى عنهم كثير منه كذب؛ والصدق منه إن كانوا فيه مجتهدين :فالمجتهد إذا أصاب فله أجران وإذا أخطأ فله أجر وخطؤه يغفر له .وإن قدر أن لهم ذنوبا فالذنوب لا توجب دخول النار مطلقا إلا إذا انتفت الأسباب المانعة من ذلك وهي عشرة .منها - :التوبة .ومنها الاستغفار. ومنها الحسنات الماحية. ومنها المصائب المكفرة. ومنها شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم .ومنها شفاعة غيره .ومنها دعاء المؤمنين. ومنها ما يهدى للميت من الثواب والصدقة والعتق. ومنها فتنة القبر. ومنها أهوال القيامة(مجموع الفتاوى،ج۴،ص ۴۳۱،کتاب مفصل الاعتقاد)

ترجمہ:اور نصوص میں صحابہ کے فضائل ومحاسن موجود ہیں،اور صحابہ کے بارے میں جو قابلِ اعتراض باتیں نقل کی جاتی ہیں،تو ان میں سے بہت سی باتیں تو جھوٹی ہیں،اور ان میں سے جو سچی ہیں،تو اگر وہ مجتہد تھے،تو مجتہد جب صواب کو اختیار کرے،تو اس کے لئے دو اجر ہوتے ہیں،اور اگر خطاء کرے،تو اس کو ایک اجر حاصل ہوتا ہے،اور اس

www.idaraghufran.org

کی خطاء معاف قرار پاتی ہے۔اور اگر یہ بات فرض کر لی جائے کہ صحابہ نے گناہ کئے ہیں،تو گناہ علی الاطلاق جہنم میں داخلہ کو واجب نہیں کرتے،مگر اسی صورت میں جبکہ اس سے منع کرنے والے اسباب موجود نہ ہوں،اوران اسباب کی تعداد دس ہے۔

ان اسباب میں سے ایک سبب توبہ کرنا ہے،دوسرا سبب استغفار کرنا ہے،تیسرا سبب گناہوں کو مٹانے والی نیکیاں کرنا ہے،چوتھا سبب گناہوں کا کفارہ بننے والے مصائب ہیں،پانچواں سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے،چھٹا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے کی شفاعت ہے،ساتواں سبب مومنین کی طرف سے ان کے لئے دعاء کرنا ہے(رضی اللہ عنہ کہنا بھی دعاء ہے) آٹھواں سبب وہ اعمال ہیں جن سے میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے،خواہ صدقہ ہو،یا غلام کو آزاد کرنا،یا دوسرا کوئی نیک عمل ہو،نواں سبب ''قبر کی آزمائش'' ہے،دسواں سبب قیامت کی ہولناکیاں ہیں (مجموع الفتاوٰی)

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (اٹھائیسویں وآخری قسط)

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے دنیا سے فوت ہونے کے بعد قیامت قائم ہونے سے پہلے کا زمانہ ’’برزخ‘‘ یا ’’عالمِ برزخ‘‘ کہلاتا ہے، جہاں ہر انسان فوت ہونے کے بعد پہنچتا ہے، اور قبر اس گڑھے کو کہا جاتا ہے، جس میں انسان کو دفن کیا جاتا ہے۔

اور بعض اوقات قبر بول کر برزخ کو مراد لیا جایا کرتا ہے، جس سے مرنے کے بعد کا زمانہ، یا ہر وہ مقام مراد ہوتا ہے، جہاں بھی میت کی روح اور اس کا جسم، یا جسم کا کوئی جزء وحصہ موجود ہو، خواہ قبر کا گڑھا ہو، یا درندہ کا پیٹ ہو، یا سمندر و دریا وغیرہ کی تہ ہو، یا کوئی اور جگہ ہو۔

اور قبر بول کر برزخ مراد لینے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم قبر میں دفن کرنے کی ہی ہے، نیز انسان کے فوت ہونے کے بعد اس کے جسم کے اجزاء، مٹی ہی میں شامل ہو کر قبر کا حکم حاصل کر لیتے ہیں۔

اور مرنے کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک جو زمانہ روح پر گزرتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس روح کے ساتھ اچھے، یا بُرے اعمال کے اعتبار سے راحت، یا تکلیف کا معاملہ پیش آتا ہے، اور جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اس راحت، یا تکلیف کے احوال زیادہ تر اور غالب طور پر روح کے ساتھ پیش آتے ہیں، جس کا جنت، یا جہنم سے بھی رشتہ وکنکشن قائم ہوتا ہے، اور جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک عالمِ برزخ میں انسان کی روح کا اس کے جسم وبدن کے ساتھ بھی اللہ کی حسبِ مشیت وحسبِ حکمت کسی کا قوی درجہ میں، اور کسی کا کمزور درجہ میں تعلق اور کنکشن قائم ہوتا ہے، خواہ وہ تعلق بدن کے مکمل حصہ کے ساتھ قائم ہو، جبکہ وہ سلامت ہو، یا اس کے منتشر ومتفرق اجزاء کے ساتھ ہو، یا بعض اجزاء کے ساتھ ہو، اس سے اصل مقصود پر فرق نہیں پڑتا، اور یہ ’’برزخی حیات‘‘ یا ’’برزخی زندگی‘‘ کہلاتی ہے، اور فوت ہونے کے بعد انسان کا جسم وبدن، یا

اس کے اجزاء، خاص طور پر ریڑھ کی ہڈی کبھی ختم نہیں ہوتی، جو انسان کے جسم و بدن اور روح کے لیے ہارڈ ڈسک کی حیثیت رکھتی ہے، وہ جہاں بھی ہو، اس کے ساتھ اس کی روح کا تعلق و کنکشن قائم ہوتا ہے، اور روح ایک طرح سے جسم، یا بدن کے مقابلے میں سافٹ ویئر کی حیثیت رکھتی ہے، اور روح کے ساتھ برزخ میں، خواہ وہ علیین کا معاملہ ہو، یا سجین کا، بہت سے واقعات و حالات پیش آتے ہیں، خواہ وہ انسانوں کو اپنی آنکھوں سے نظر نہ آئیں، اور کانوں سے سنائی نہ دیں، جیسا کہ سونے والے کو خواب میں نظر آنے والے اچھے برے حالات دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور ''قبر کا حال مُردہ جانے'' والی بات ہوتی ہے، اور اگر کسی کو پوری بات سمجھ نہ آسکے، تو یہ عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص کی روح کو اس کے حسبِ عمل راحت، یا تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کا اس کے جسم اور بدن کو بھی اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے احساس و ادراک ہوتا ہے، جس کی پوری حقیقت سے مردہ ہی واقف ہوتا ہے۔

اور اگر کسی کو پھر بھی کوئی ابہام پیدا ہو، تو اسے اپنے فوت ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، جس کے بعد اس کے سامنے سارا ابہام دور ہو کر پوری حقیقت روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آجائے گی۔

اور انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی دنیا کے اعتبار سے موت واقع ہوا کرتی ہے، اسی وجہ سے ان کو غسل دیا جاتا ہے، کفن پہنایا جاتا ہے، دفن کیا جاتا ہے، اور وہ بھی وفات کے بعد عالمِ برزخ میں پہنچتے ہیں، کیونکہ عالمِ برزخ، دراصل دنیا کی وفات سے لے کر قیامت قائم ہونے کے درمیانی زمانہ کا نام ہے، اس لیے انبیائے کرام کی دنیاوی موت اور وفات کا انکار کرنا، درست نہیں، اور انبیائے کرام علیہم السلام کی وفات کو ''موت'' سے تعبیر کرنے کو بے ادبی و گستاخی تصور کرنا بھی کم علمی پر مبنی ہے۔

اور فوت ہونے والے کے ساتھ پیش آنے والی راحت، یا تکلیف کا اصل تعلق تو روح کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ بیان ہوا، اور برزخ میں انسان کے جسم و بدن کے ساتھ بھی روح کا کسی نہ کسی نوعیت کا رشتہ قائم ہوتا ہے، اور برزخ میں سب سے قوی اور اعلیٰ درجہ کی حیات انبیائے کرام کو حاصل ہوتی ہے، اس لیے ان کی ارواح کا ان کے ابدانِ مبارکہ کے ساتھ قوی تعلق قائم ہوتا ہے، اور ان کی

www.idaraghufran.org

ارواح بلند وبالا مقامات پر فائز ہونے کے باوجود، اجسامِ مبارکہ کے ساتھ بھی اس طرح وابستہ ہوتی ہیں کہ ان کے اجسام تروتازہ اور پاک وصاف ہوتے ہیں، جو نہ گلتے سڑتے، نہ مٹی ہوتے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کی طرف سے پیش کیے جانے والے سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں، اور سلام ان تک پہنچانے کے لیے اللہ نے فرشتوں کو مامور ومقرر فرما دیا ہے، اور اگر اللہ کی حکمت ومشیت کا تقاضا ہو، تو اللہ زندہ کے کسی کلام کو، مُردہ کو بالواسطہ، یا بلاواسطہ سنا سکتا ہے، خواہ کلام کرنے والا میت سے قریب ہو، یا دور ہو، انسان کو خود سے قدرت حاصل نہیں کہ وہ جس مردے کو چاہے، دور، یا قریب سے اپنا جو بھی کلام سنائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی امتیوں کا سلام پہنچانے کے لیے اللہ نے فرشتوں کو مقرر فرما رکھا ہے، اس لیے اُن کو بھی یہ سلام حکمِ الٰہی کے ذریعے سے ہی پہنچتا ہے، ورنہ عالمِ شہادت وعالمِ دنیا سے عالمِ غیب وعالمِ برزخ میں آواز پہنچانے کی خود سے کسی کو یہ قدرت ہرگز حاصل نہ تھی۔

ان چیزوں کا معتبر نصوص میں ذکر آیا ہے، لیکن چونکہ ان چیزوں کا تعلق غیبی امور سے ہے، جن کے بارے میں مومن کو قرآن وسنت پر ایمان لانے کا حکم ہے، اس لیے قرآن وسنت کی معتبر نصوص پر ایمان رکھنا کافی ہے، جس طرح سے بھی وہ نصوص کسی اجمال، یا تفصیل کے ساتھ آئی ہیں۔

اور بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اتنے قریب رہ کر سلام کرنے والے کو براہِ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں کہ اگر آپ کی حیاتِ دنیوی میں کوئی اتنے قریب سے سلام کرتا، تو آپ عادتاً سماعت فرما لیتے، اور اس سے زیادہ فاصلہ پر رہ کر سلام کرنے والے کے سلام کو فرشتے، آپ تک پہنچاتے ہیں، اور آج کل چونکہ قبرِ نبوی کے احاطہ میں کئی دیواریں، حدِ فاصل ہیں، اس لیے ان کے باہر سے سلام کرنے والے کے سلام کو براہِ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سماعت نہیں فرماتے، البتہ فرشتوں کے واسطے سے یہ سلام آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

جبکہ بعض علماء مسجدِ نبوی کے کسی بھی حصہ سے پڑھے گئے سلام کے براہِ راست سماعت فرمانے کے

www.idaraghufran.org

قائل ہیں۔

اور علماء کا ایک طبقہ وہ بھی ہے، جو دور اور قریب کی تقسیم وتفریق کیے بغیر، بہر حال فرشتوں کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام پہنچنے کا قائل ہے۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر بہر حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک امتیوں کا سلام پہنچنے پر سب ہی کا اتفاق ہوا۔

اور بعد کے درجہ کا مذکورہ اختلاف فروعی واجتہادی نوعیت کا ہوا، جس میں ایک فریق کا دوسرے فریق کو گمراہ وبدعتی وغیرہ قرار دینا درست نہیں۔

اور اس طرح کے غیبی وبرزخی امور کی تعبیرات اور عنوانات وتوجیہات اور تشبیہات وتمثیلات میں اصحابِ علم کا اختلاف، حقیقی اختلاف نہیں کہلایا کرتا، جب تک نصوص کے دائرے میں رہا جائے، جیسا کہ بعض حضرات نے انبیائے کرام کے اجسام سلامت ہونے کی بناء پر ان کی برزخی حیات کو دنیا کی سی حیات سے تشبیہ دے دی ہے، بعض نے اس کو حقیقی حیات کہہ دیا ہے، بعض نے برزخی حیات کہہ دیا ہے، بعض نے اس حیات کو کسی جہت سے دنیا کی حیات کے مقابلہ میں ضعیف وکمزور اور مجازی حیات اور بعض نے اس حیات کو کسی دوسری جہت سے دنیا کی حیات کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہونے سے تعبیر کر دیا ہے، یہ سب دراصل برزخی حیات ہی کی مختلف تعبیرات ہیں، اور ایک ہی معنون کے مختلف عنوانات ہیں، ''برزخی حیات'' کا کوئی بھی منکر نہیں، جس طرح دنیاوی طبعی موت واقع ہونے کا کوئی بھی منکر نہیں، جبکہ بعض الفاظ کی حیثیت مترادفات سے زیادہ نہیں، لہٰذا ان تعبیرات وعنوانات اور تشبیہات وتمثیلات وغیرہ میں حقیقی اور واقعی ٹکراؤ سمجھنا، اور ان کی وجہ سے ایک دوسرے کو گمراہ وبدعتی قرار دینا، اور ان امور پر ایک دوسرے سے مناظرہ ومجادلہ کرنا، کم علمی، یا تعصب پر مبنی طریقہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مبحوث فیہ موجودہ اختلاف سے پہلے بھی اہل السنۃ والجماعۃ کے مختلف اصحابِ علم اور محققین نے ان تعبیرات وعنوانات کو اختیار فرمایا، لیکن انہوں نے نہ تو ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیا، نہ ایک دوسرے پر طعن وتشنیع کی، نہ ہی اس اختلاف کو حقیقی، یا واقعی نوعیت کا

اختلاف سمجھا۔

افسوس کہ آج اُن غیبی امور سے متعلق قرآن وسنت کی معتبر نصوص کو نظر انداز کر کے، زبان وقلم کا زور ان امور کی کیفیات اور ان کی تشبیہات وقیاسات، یا مختلف واقعات وحکایات اور مکاشفات، یا خوابوں وغیرہ پر صرف کیا جاتا ہے، اور اس سلسلے میں بعض کم علم، یا متعصب قسم کے اسٹیجی حضرات کی سطحی اور قیاس مع الفارق والی بے سروپا باتوں کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے خلاف زبانِ طعن دراز ہوجاتی ہے، اور اس مقصد کے لیے اپنے قیمتی اوقات واموال، اور صلاحیتوں کو خرچ کیا جاتا ہے، اور ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی اپنی افواج تیار کرنے، ان میں اضافہ کرنے، اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف بحث ومباحثہ اور ایک دوسرے کی تحقیر وتذلیل کے لیے مسلح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ پیدا ہوتی ہے، اور ان کی اجتماعیت اور وحدانیت کو نقصان پہنچتا اور دشمنانِ اسلام کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

قرآن وسنت کی معتبر نصوص اور صحابۂ کرام، مفسرین ومحدثینِ عظام اور مجتہدین فقہائے کرام اور سلفِ صالحین نے جن چیزوں کی کیفیات ونوعیات کی تعیین اور کھود کرید نہیں کی، بلکہ ان امور سے تعرض ہی نہیں کیا، ایسی صورت میں اگر ان امور میں اپنی صلاحیتوں کے کھپا دینے کو ''بدعتِ شرعیہ ومحدثہ'' سے تعبیر کیا جائے، تو بے جا نہ ہوگا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیند اور خواب کی شکل میں عالمِ برزخ وقبر کے حالات کو سمجھنے کی ایک ایسی نظیر ومثال پیدا اور بیان فرمادی گئی ہے، جس سے عادتاً ہر انسان کو روزانہ سابقہ پڑتا ہے، خواہ مومن ہو، یا کافر ہو، سنّی ہو، یا غیر سنّی ہو۔

اور آج جبکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا نے اس قدر ترقی حاصل کرلی ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے، انسان ایک چھوٹی سی ڈیوائس اور موبائل سیٹ کے ذریعہ دور دراز کی باتوں کو دیکھ اور سن لیتا ہے، اور ایک پروگرام کا مختلف مقامات ومواضع سے تعلق وکنکشن قائم ہوجاتا ہے، سیٹلائٹ اور اس سے منسلک مختلف پروگراموں کا رات دن مشاہدہ کیا جاتا ہے، جن کے ذریعے زمین اور فضاء وخلاء

www.idaraghufran.org

کے تعلق اور کنکشن کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس قسم کی سائنسی تحقیقات وترکیبات کو تو شکوک وشبہات کا اظہار کیے بغیر قبول کیا جاتا ہے، اور بحث ومباحثہ کا بازار گرم نہیں کیا جاتا، لیکن جب سب سے بڑے مُخبِر صادق، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک مستقل عالم ''برزخ وقبر'' کے متعلق، قرآن مجید اور معتبر احادیث میں بیان کردہ امور، اور روح کے جسم کے ساتھ تعلق کا معاملہ آتا ہے، تو طرح طرح کے شکوک وشبہات کا اظہار، اور بحث ومباحثہ کا بازار گرم کیا جاتا ہے، اور ایک دوسرے کو گمراہ وبدعتی وغیرہ نہ جانے کیا کچھ قرار دیا جاتا ہے۔

یہ طرزِ عمل آج کی دنیا میں مسلمانوں کے لیے نہ صرف یہ کہ لمحۂ فکریہ ہے، بلکہ ان کی سائنسی دنیا میں جگ ہنسائی کا بھی ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ افراط وتفریط سے محفوظ فرما کر اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

علامہ کشمیری اور تحریف کا مسئلہ

(18-جمادی الاخریٰ-1444ھ)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی شرح ''فیض الباری'' میں کتبِ سماویہ میں تحریف کے متعلق، تین مذاہب، یا اقوال کا ذکر کیا ہے۔

اور ان تین مذاہب میں سے پہلا مذہب ''ہر لفظ اور معنیٰ دونوں میں تحریف واقع ہونے'' کا بیان کیا ہے، اور اس مذہب کی طرف علامہ ابنِ حزم کے میلان کا ذکر کیا ہے۔

اور دوسرا مذہب ''قلیل تحریف ہونے'' کا بیان کیا ہے، اور اس مذہب کی طرف علامہ ابنِ تیمیہ کے میلان کا ذکر کیا ہے۔

اور تیسرا مذہب ''لفظی تحریف کے بالکل واقع نہ ہونے اور تمام تحریف کے معنوی ہونے'' کا بیان کیا ہے۔

جس کے بعد علامہ کشمیری نے فرمایا کہ اس تیسرے مذہب کے مطابق قرآن مجید کا بھی محرف ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں تحریفِ معنوی تھوڑی نہیں ہے۔ اور پھر علامہ کشمیری نے فرمایا کہ میرے نزدیک کتبِ سماویہ میں تحریفِ معنویہ کے ساتھ تحریف لفظی بھی واقع ہوئی ہے۔ [1]

---

[1] واعلم أن فی التحریف ثلاثة مذاهب: ذهب جماعة إلى أن التحریف فی الکتب السماویة قد وقع بکل نحو فی اللفظ والمعنى جمیعا، وهو الذی مال إلیه ابن حزم؛ وذهب جماعة إلى أن التحریف قلیل، ولعل الحافظ ابن تیمیة جنح إلیه؛ وذهب جماعة إلى إنکار التحریف اللفظی رأسا، فالتحریف عندهم کله معنوی. قلت: یلزم على هذا المذهب أن یکون القرآن أیضا محرفا، فإن التحریف المعنوی غیر قلیل فیه أیضا، والذی تحقق عندی أن التحریف فیه لفظی أیضا، أما إنه عن عمد منهم، لمغلطة. فالله تعالى أعلم به. (فیض الباری على صحیح البخاری للکشمیری، ج۴ ص۹۸، کتاب الشهادات، باب لا یسأل أهل الشرک عن الشهادة وغیرها)

www.idaraghufran.org

علامہ انور شاہ کشمیری کی فیض الباری میں مذکوراس بحث سے،بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ علامہ کشمیری نے تحریف سے متعلق یہ مذاہب،قرآن مجید کی تحریف کے بارے میں ذکر کیے ہیں۔

جبکہ دوسرے حضرات اس بحث کو قرآن مجید کے علاوہ دیگر سابق کتبِ سماویہ،بالخصوص توراۃ کے ساتھ مختص قرار دیتے ہیں۔

بعض حضرات نے بندہ کو اس پر تحقیق کرنے کی طرف متوجہ کیا،تو بندہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ علامہ کشمیری نے تحریف سے متعلق یہ مذاہب اور اقوال قرآن مجید کے علاوہ دیگر ''کتبِ سماویہ'' کے بارے میں ذکر کیے ہیں۔

جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(1)......پہلی وجہ یہ ہے کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ نے تحریف کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے اس ضمن میں خود ہی قرآن مجید کے بجائے ''كتبِ سماويه'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں،جس سے قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتبِ سماویہ ''توراۃ،انجیل وغیرہ مراد ہیں۔

چنانچہ تین مذاہب کو بیان کرتے ہوئے پہلا مذہب ہی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''ذهب جماعة إلي أن التحريف فى الكتب السماوية''

(2)......دوسری وجہ یہ ہے کہ علامہ کشمیری نے تیسرا مذہب سب تحریف کے محض معنوی ہونے کا بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ:

''قلت: يلزم علي هذا المذهب أن يكون القرآن أيضا محرفا، فإن التحريف المعنوى غير قليل فيه أيضا''

اگر مبحوث فیہ تحریف کا تعلق قرآن مجید سے ہوتا،تو پھر اس تیسرے مذہب سے قرآن مجید کے محرف ہونے کے لازم آنے کا کیا مطلب ہوتا،کیونکہ جب پہلے سے ہی تینوں مذاہب کا تعلق قرآن مجید سے ہونے کا دعویٰ کر دیا گیا،تو پھر محض تیسرے مذہب پر یہ لزوم درست نہیں کہلایا جا سکتا۔

بلکہ خود یہ جملہ ہی اس بحث کے غیرِ قرآن سے متعلق ہونے کی دلیل ہے،کیونکہ قرآن مجید میں تحریفِ معنوی لازم آنے،بلکہ اس میں تحریفِ معنوی کے ''غیر قلیل'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں تحریف کیے بغیر اس کے معنیٰ ومراد میں بعض اسلامی فرقوں نے تحریف کی

www.idaraghufran.org

ہے، یعنی متعدد مقامات پر قرآن کی ''دلالۃُ النص، یا اشارۃُ النص'' وغیرہ میں تاویلِ فاسد کر کے دوسرے معنیٰ مراد لے لئے۔

اور دوسرے اقوال میں لفظی تحریف پائی جاتی ہے، مگر ان کی رو سے قرآن کا محرف ہونا تسلیم نہیں کیا گیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مذاہب کا تعلق قرآن مجید سے نہیں۔

(3)......تیسری وجہ یہ ہے کہ علامہ کشمیری نے جو تین مذاہب ذکر کئے ہیں، اگر ان کو قرآن مجید کے متعلق مراد لیا جائے، تو ان میں سے پہلے، اور دوسرے مذاہب تو باطل ہیں، جن میں قرآن مجید کے الفاظ میں تحریف کا دعویٰ کیا جا رہا ہے، جبکہ خود علامہ ابنِ حزم اور علامہ ابنِ تیمیہ ان اقوال کے بطلان کے قائل ہیں، پھر وہ خود ان مذاہب کی طرف کیسے مائل ہو سکتے ہیں۔

(4)......چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں خود یہ تصریح کی ہے کہ قرآن مجید کو اللہ نے توراۃ وانجیل وغیرہ کتبِ سماویہ کے مقابلہ میں یہ خاص اعجاز عطاء فرمایا ہے کہ اس میں تحریفِ لفظی واقع نہیں ہو سکتی، اسی وجہ سے کسی کو قرآن مجید کے الفاظ وحروف میں تغییر کی جرئت نہیں ہو سکی، البتہ شیطان نے بعض لوگوں کے دلوں میں قرآن مجید کے معانی میں تغییر اور تاویل کی طمع پیدا کی، اور احادیث میں کمی وزیادتی کی طمع پیدا کی، جس کے قلع قمع کے لئے اللہ نے اپنے بندوں کو عظیم الشان خدمات کے لئے پیدا فرمایا، جس کے نتیجہ میں وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ [1]

---

[1] وحفظ لهم الذكر الذى أنزله من الكتاب المكنون كما قال تعالى :(إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون) . فلا يقع فى كتابهم من التحريف والتبديل كما وقع من أصحاب التوراة والإنجيل(مجموع الفتاوى، ج ١، ص ٣)

ولما كان القرآن متميزا بنفسه -لما خصه الله به من الإعجاز الذى باين به كلام الناس كما قال تعالى :(قل لئن اجتمعت الإنس والجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا) وكان منقولا بالتواتر -لم يطمع أحد فى تغيير شىء من ألفاظه وحروفه؛ ولكن طمع الشيطان أن يدخل التحريف والتبديل فى معانيه بالتغيير والتأويل، وطمع أن يدخل فى الأحاديث من النقص والازدياد ما يضل به بعض العباد .فأقام الله تعالى الجهابذة النقاد أهل الهدى والسداد، فدحروا حزب الشيطان، وفرقوا بين الحق والبهتان وانتدبوا لحفظ السنة ومعانى القرآن من الزيادة فى ذلك والنقصان،وقام كل من علماء الدين بما أنعم به عليه وعلى المسلمين -مقام أهل الفقه الذين فقهوا معانى القرآن والحديث -بدفع ما وقع فى ذلك من الخطأ فى القديم والحديث، وكان من ذلك الظاهر الجلى :الذى لا يسوغ عنه العدول؛ ومنه الخفى : الذى يسوغ فيه الاجتهاد للعلماء العدول .وقام علماء النقل والنقاد بعلم الرواية والإسناد، فسافروا فى ذلك إلى البلاد، وهجروا فيه لذيذ الرقاد، وفارقوا الأموال والأولاد، وأنفقوا فيه الطارف والتلاد، وصبروا فيه على النوائب، وقنعوا من الدنيا بزاد الراكب(مجموع الفتاوى، ج ١، ص ٧)

www.idaraghufran.org

اورعلامہ ابنِ حزم ظاہری(المتوفی:۴۵۶ ہجری)نے ''الفصل فی الملل والأهواء والنحل'' میں توراۃ وانجیل میں تحریفِ لفظی ومعنوی واقع ہونے کا ذکر فرمایا ہے،لیکن ہر لفظ میں واقع ہونے کی نفی کی ہے،اوراس قول کے قرآن مجیداوراحادیث سے دلائل ذکر کئے ہیں۔ [1]

توعلامہ ابنِ تیمیہ وعلامہ ابنِ حزم خودجس بات کی تصریح کررہے ہیں،وہی ان کا اصل قول کہلائے گا۔

(5)......پانچویں وجہ یہ ہے کہ علامہ کشمیری نے خود''سنن الترمذی'' کی شرح''العرف الشذی'' میں تحریف واقع ہونے کا مسئلہ بیان فرماتے ہوئے تین اقوال کوتواراۃ میں تحریف واقع

---

[1] فإن قيل فإنكم تقرون بالتوراة والانجيل وتستشهدون على اليهود والنصارى بما فيها من ذكر صفات نبيكم وقد استشهد نبيكم بنصها في قصة الراجم للزاني المحصن

وروى أن عبد الله بن سلام ضرب يد عبد الله بن صوريا إذ وضعها على آية الرجم وروى أن النبي صلى الله عليه وسلم أخذ التوراة وقال آمنت بما فيك وفي كتابكم (يا أهل الكتاب لستم على شيء حتى تقيموا التوراة والإنجيل وما أنزل إليكم من ربكم) وفيه أيضا (قل فأتوا بالتوراة فاتلوها إن كنتم صادقين) وفيه أيضا (إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين أسلموا للذين هادوا والربانيون والأحبار بما استحفظوا من كتاب الله وكانوا عليه شهداء) وفيه (وليحكم أهل الإنجيل بما أنزل الله فيه ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الفاسقون) وفيه (ولو أنهم أقاموا التوراة والإنجيل وما أنزل إليهم من ربهم لأكلوا من فوقهم ومن تحت أرجلهم) وفيه (يا أيها الذين أوتوا الكتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معكم) قلنا وبالله التوفيق كل هذا حق حاشا قوله عليه السلام آمنت بما فيك فإنه باطل لم يصح قط وكله موافق لقولنا في التوراة والإنجيل بتبديلهما وليس شيء منه حجة لمن ادعى أنهما بأيدى اليهود والنصارى كما نزلا على ما نبين الآن إن شاء الله تعالى بالبرهان الواضح قال أبو محمد رضى الله عنه أما إقرارنا بالتوراة والإنجيل فنعم وأي معنى لتمويهكم بهذا ونحن لم ننكرهما قط بل نكفر من أنكرهما إنما قلنا إن الله تعالى أنزل التوراة على موسى عليه السلام حقا وأنزل الزبور على داود عليه السلام حقا وأنزل الإنجيل على عيسى عليه السلام حقا وأنزل الصحف على إبراهيم وموسى عليهما السلام حقا وأنزل كتبا لم يسم لنا على أنبياء لم يسموا لنا حقا نؤمن بكل ذلك قال تعالى (صحف إبراهيم وموسى) وقال تعالى (وإنه لفي زبر الأولين) وقلنا ونقول إن كفار بني إسرائيل بدلوا التوراة والزبور فزادوا ونقصوا وأبقى الله تعالى بعضها حجة عليهم كما شاء (لا يسأل عما يفعل وهم يسألون) (لا معقب لحكمه) وبدل كفار النصارى الإنجيل كذلك فزادوا ونقصوا وأبقى الله تعالى بعضها حجة عليهم كما شاء لا يسأل عما يفعل وهم يسألون فدرس ما بدلوا من الكتب المذكورة ورفعه الله تعالى كما درست الصحف وكتب سائر الأنبياء جملة فهذا هو الذى قلنا وقد أوضحنا البرهان على صحة ما أوردنا من التبديل والكذب في التوراة والزبور ونورد إن شاء الله تعالى في الإنجيل وبالله تعالى نتأيد فظهر فساد تمويهم بأننا نقربالتوراة والإنجيل والزبور ولم ينتفعوا بذلك في تصحيح ما بأيديهم من الكتب المكذوبة المبدلة والحمد لله رب العالمين(الفصل في الملل والأهواء والنحل،ج ا،ص۱۵۷)

www.idaraghufran.org

ہونے کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اس کا آغاز درجِ ذیل الفاظ سے کیا ہے:

”أقول: إن في تحريف التوراة ثلاثة أقوال“

اور پھر توراۃ میں تحریفِ لفظی کے قلیل واقع ہونے کا قول علامہ ابنِ حزم اور علامہ ابنِ تیمیہ کا مختار ہونا بیان کیا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں توراۃ کے غیر محرف نسخہ کو تلاش کے بعد پانا ممکن ہے۔ ؎1

اور جب خود علامہ کشمیری کی طرف سے ہی دوسری کتاب میں اس بات کا ثبوت مل گیا کہ ان کی تحریف میں تین مذاہب ہونے سے مراد ”قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتبِ سمایہ، بالخصوص تورات ہے، تو علامہ کشمیری کی اس تصریح کے خلاف پر محمول کرنا، اس قبیل سے کہلائے جانے کا مستحق قرار پائے گا کہ: ”تاويل القول بما لا يرضٰى به القائل“

اس کے علاوہ بھی بعض دوسری وجوہات ہیں، جن کو اس وقت بیان کرنے کی نہ ضرورت ہے، اور نہ موقع ہے۔

پس اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ علامہ کشمیری نے جو ”فيضُ البارى“ میں تحریف واقع ہونے کے متعلق تین مذاہب کا ذکر فرمایا ہے، ان مذاہب کا تعلق قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتبِ سماویہ، اور بالخصوص تورات سے ہے، اور اس سے قرآن مجید میں تحریف سے متعلق تین مذاہب کو مراد لینا تسامح پر مبنی ہے۔

؎1 أقول: إن في تحريف التوراة ثلاثة أقوال:

قال جماعة: إن التحريف المذكور في الآية تحريف معنوي ولا تحريف لفظا أصلا وهو مختار ابن عباس والبخاري والشاه ولي الله، ورواية ابن عباس أخرجها البخاري في آخر صحيحه، وقيل: إن التحريف اللفظي قليل واختاره الحافظ ابن تيمية وهو المختار، وقيل: إن التحريف كثير.

وكنت أزعم أنه وإن حرف بعض الأشقياء لفظا ولكنه ليس بحيث لو سعى أحد أن يطلب النسخة الصحيحة على بسيط الأرض فلا يجدها بل لو أراد أحد أن يهيء نسخة محفوظة يمكن له ذلك، ثم بعد مدة رأيت في بعض رسائل ابن تيمية تعيين ما كنت أزعم ثم تمسك على قلة التحريف بالآيات والأحاديث، ومن الآية: {فأتوا بالتوراة} [آل عمران: 93] فإنها لو كانت محرفة لما أمر الله نبيه – صلى الله عليه وسلم – أن يقول لهم بإتيان التوراة، ومن الأحاديث حديث الصحيحين: أن يهوديا وضع يده على التوراة على بعض عبارتها فضرب عبد الله بن سلام بيده. وأتى بأحاديث ونقل عبد الله بن سلام من التوراة مثل ما نقلت إن في التوراة أن الساعة المحمودة بعد العصر (العرف الشذى شرح سنن الترمذى للكشميرى، ج ۲ ص ۷،٦، ابواب الجمعة، باب ما جاء في الساعة التي ترجى يوم الجمعة)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط 36) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (چودھواں حصہ)

(11)......عبدُ الملک بن حبیب القرطبی

عبدالملک بن حبیب دوسری صدی ہجری کے مشہور مالکی عالم وفقیہ اور جامع العلوم تھے، امام مالک رحمہ اللہ کی وفات سے چھ سال پہلے 174 ہجری میں ولادت ہوئی، امام مالک سے براہِ راست شرفِ تلمذ تو حاصل نہ ہوسکا، لیکن امام مالک کے تلامذہ سے خوب علمی استفادہ کیا، یہاں تک کہ وقت کے عالم، فقیہ، مؤرخ، مؤدب، طبیب اور متکلم کہلائے، جامع العلوم تھے، اپنی غیر معمولی علمی صلاحیتوں کی وجہ سے ''عالمِ اندلس'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے، جنہیں ''ابنِ حبیب اندلسی'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اندلس کے متعدد شیوخ وبزرگانِ دین سے حاصل کی، پھر 210 ہجری میں مشرق کے سفر پر نکلے، حج کیا، اور حجاز ومصر میں فقہ، حدیث، لغت اور نحو جیسے دیگر علوم حاصل کیے، امام مالک کے اصحاب ابنُ الماجشون عبداللہ بن حکم ودیگر سے ملے، روایات و سماعت کا سلسلہ جاری کیا، اور 216 ہجری میں اندلس واپس لوٹے، اس وقت یہ بہت بڑے عالم ہوچکے تھے، ان کے علم کی خبر سب جگہ پھیل گئی، اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن بن حکم نے بھی ان کا خیر مقدم کیا، خوب خدمت کی، اورانہیں یحیٰی بن یحیٰی اللیثی مصمودی کے ساتھ دیگر مفتیانِ کرام پر فوقیت دیتے ہوئے ''موطاء امام مالک'' کا ناقل اور مشیر بنادیا، مگر ابنِ عبدالبر نے لکھا ہے کہ ''ابنِ حبیب اور یحیٰی بن یحیٰی کے درمیان کچھ بُعد سا تھا، بعض معاملات میں موافقت نہ تھی'' پھر یحیٰی کے انتقال کے بعد آپ تنہا علماء کے سربراہ تھے۔

آپ فقہ مالکی کی مشہور کتاب ''الواضحۃ'' کے مصنف ہیں، جس میں آپ نے امام مالک اور اور آپ کے تلامذہ کے اقوال وروایات کو جمع کیا، جو کہ فقہ مالکی کی امہات الکتب میں سے ہے، جبکہ

www.idaraghufran.org

بعض مالکیہ کے نزدیک ”الواضحة ” کا مقام ”المدوّنہ“ کے برابر ہے۔
کہا جاتا ہے کہ آپ بلند درجہ فقیہ تھے، لیکن احادیث کے ابواب وہ مقام پیدا نہ کرسکے، اسی وجہ سے بعض اصحاب نے آپ کو محدث شمار نہیں کیا، بلکہ بعض محدثین اور فن اسماء الرجال کے ماہرین نے احادیث کے ابواب آپ کی ذکر کردہ روایات کو قبول نہیں کیا، جبکہ بعض ان کی روایات کو قبول کرتے ہوئے، ان کو احادیث کے ابواب میں بھی امام ومحدث شمار کرتے ہیں، جس کی تفصیل ”کتبِ اسماء الرجال“ میں موجود ہیں۔

علمی وقلمی خدمات

ابن حبیب مالکی فقہ، تاریخ، لغت اور طب کے ساتھ ساتھ شاعر اور علم الانساب کے بھی عالم تھے، کثیر التصانیف تھے، مشہور علمی کام ”الواضحة ” کی تالیف ہے، جو کہ فقہ مالکی کا مجموعہ اور امہات الکتب میں سے ہے، اس کے علاوہ دیگر کتب میں ”غریبُ الحدیث، تفسیر موطاء امام مالک، حروب الإسلام، طبقات المحدثین، طبقاتُ الفقهاء والتابعین، مصابیح الهدی، الفرائض، مكارم الأخلاق، الورع، وصفُ الفردوس، مختصر فی الطب، الغاية والنهاية، الجامع، استفتاح الاندلس “اور”فضائلُ الصحابة “ودیگر شامل ہیں۔آپ کی وفات رمضان المبارک 238 ہجری میں ہوئی۔

(الاعلام للزركلي، ج۴، ص ۱۵۷، تحت الترجمة: ابن حبيب. ۱۷۴ الی ۲۳۸ھ)

(12)......محمد بن احمد العتبی

”محمد بن احمد العتبی“ مشہور مالکی فقیہ، محدث، اور اندلس کے مفتی تھے، فقہ مالکی کے مشہور اماموں میں شمار ہوتا ہے، مکمل نام ”محمد بن أحمد بن عبد العزيز بن عتبة بن جميل، أبو عبد اللّٰه “ ہے، اندلس کے شہر قرطبہ کے رہنے والے تھے، فقہی مسائل کے حافظ اور ان کے جامع تھے، جدید مسائل وحوادث کے عالم مانے جاتے تھے، ابنِ لبابہ فرماتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں فقہی مسائل میں کوئی ان سے کلام نہیں کرسکتا تھا، اور فقہی مسائل کی سمجھ بوجھ اور ان کی باریکیوں سے خوب آگاہ تھے، اور ان کے بعد ان جیسی سمجھ اور باریک بینی کسی کو نہیں ملی، سوائے اُن کے کہ جس

www.idaraghufran.org

نے ان سے علم حاصل کیا ہو، آپ کی وفات 254ہجری میں ہوئی۔

آپ نے اندلس میں رہ کر عبدالملک بن حبیب اندلسی، یحیٰ بن یحیٰ، سعید بن حسان اور دیگر سے علم حاصل کیا، اس کے بعد سفر کر کے مصر اور دیگر ممالک کا رُخ کیا، جہاں امام مالک کے اصحاب و تلامذہ میں سے سحنون و دیگر سے مزید علمی استفادہ کیا۔

آپ نے امام مالک کی روایات پر مبنی ایک کتاب ''المستخرجة'' یا ''العتبية'' کے نام سے لکھی، یہ ایک زمانہ میں اندلسیوں اور افریقیوں کی بڑی کتاب تھی، چنانچہ علامہ ابنِ حزم اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ''افریقہ کے عالموں میں اس کتاب کی بہت قدر اور بڑی شہرت ہے''۔

جیسا کہ اسد بن فرات کی تالیف کردہ ''الاسدية'' اور پھر سحنون کی ''المدوّنة'' اور عبدالملک بن حبیب اندلسی کی ''الواضحة'' کو مالکی مسلک کی امہات الکتب میں شمار کیا گیا ہے، اسی طرح محمد بن احمد عتبی کی ''المستخرجة العتبية'' کو بھی مالکی مسلک کی امہات الکتب میں شمار کیا گیا ہے، جن پر بعد کے علماء نے شروح وحواشی لکھے، جبکہ فقہ مالکی میں ''المستخرجة'' کے نقل کرنے کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں نے تنقید بھی کی ہے، ان کتب کا ذکر وتعارف ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ کی اقساط میں ذکر کیا جائے گا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢٠، ص ٢٥٦، تحت الترجمة: العتبی)

(13)......محمد بن عبداللہ بن عبد الحکم

''محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم'' فقہ مالکی کے مشہور ومعروف فقیہ، محدث اور حافظ تھے، 182ہجری میں پیدا ہوئے اور مصر کے رہنے والے تھے، آپ مشہور مالکی فقیہ وامام شیخ ''عبداللّٰہ بن عبدالحکم'' کے فرزندِ رشید ہیں، جو کہ امام مالک کے کبار تلامذہ میں سے، صاحبِ تصانیف اور بڑے مرتبے ومنصب کی حامل شخصیت تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ محترم سے حاصل کی، اور اس کے بعد دوسرے مالکی اصحاب کے گود میں زانوئے تلمّذ ہوئے، امام شافعی رحمہ اللہ جو کہ آپ کے والد بزرگوار کے قریبی ساتھی تھے، اپنی مصر آمد پر ان کے گھر ہی مقیم ہوتے تھے، یہاں تک کہ امام شافعی کی وفات بھی ان کے گھر میں ہی ہوئی، چنانچہ آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی علمی

www.idaraghufran.org

استفادہ کیا، یہاں تک کہ مالکی فقہ کے امام ومفتی شمار کیے گئے، مصر میں ان کی آراء وفتاویٰ کو ایک خاص مقام حاصل تھا، اندلس اور دیگر مغربی ممالک کے لوگ ان سے علمی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ابتداء میں فقہ شافعی کی طرف رجحان تھا، لیکن پھر فقہ مالکی کی طرف رجوع کرلیا، امام شافعی اور اپنے والد کے علاوہ آپ نے جن مالکی اصحاب سے کسبِ فیض کیا، ان میں ابن وہب، ابنُ القاسم اور دیگر فقیہِ زمانہ شخصیات شامل تھیں، آپ کی سوانح حیات میں متعدد تصانیف کا بھی ذکر ملتا ہے، 268ہجری میں وفات ہوئی۔

آپ کے والد شیخ عبداللہ بن عبدالحکم کا پورا گھرانہ علم وفضل اور صلاح وتقویٰ میں ممتاز تھا، خود آپ کے دادا عبدالحکم بھی قابلِ ذکر افراد میں سے ہیں، جنہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا، اور سماعت فرمائی، اور خود شیخ عبداللہ بن عبدالحکم کے چار صاحبزادے ”عبدالحکم، عبدالرحمٰن ،سعیداور محمد“ اہلِ علم ہوئے ہیں، اوران میں سے ہر ایک ”ابنِ عبدالحکم“ کے لقب سے مشہور ہے، اورمصر کی یہ چاروں ممتاز شخصیات علم وفضل میں اپنے والد ”شیخ عبداللہ بن عبدالحکم “کے صحیح جانشین تھے، جن کو”بنو عبداللہ “کے لقب سے بھی اہلِ مصر یاد کرتے تھے، اوران حضرات کے متعلق یہ الفاظ”وبنو عبد الله كذلك من كبار فقهاء المالكية “(کہ بنو عبداللہ کا ہر ایک شخص ایک بڑا مالکی فقیہ وعالم ہے) ہر خاص وعام کی زبان پر تھے، اوران چاروں حضرات کے بیک وقت موجودگی اہلِ مصر کو علم وفضل سے سیراب کرتی تھی۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳، ص ۳۴۲، تحت الترجمة: ابن عبد الحكم، 268__182)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط86)	مولانا محمد ریحان

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط2)

ج۔ایف بی آر ٹیکس کی اقسام:

1۔انکم ٹیکس:(Income Tax)

انکم ٹیکس ایک ایسا ٹیکس ہے جو افراد، کارپوریشنز اور کاروباری اداروں کی آمدنی پر لگایا جاتا ہے۔ یہ حکومت پاکستان کے لیے آمدنی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔انکم ٹیکس مالی سال کے دوران حاصل ہونے والی آمدنی پر لگایا جاتا ہے، جو یکم جولائی سے شروع ہوتا ہے اور اگلے سال 30 جون کو ختم ہوتا ہے۔افراد کے لئے ٹیکس کا تناسب ان کی آمدنی کی سطح کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے، جبکہ کارپوریشنز اور کاروباری اداروں کے لئے ٹیکس کا تناسب ان کے خالص منافع میں خاص فیصدی حساب سے ہوتا ہے۔

2۔سیلز ٹیکس:(Sales Tax)

سیلز ٹیکس ایک ٹیکس ہے جو اشیاء اور خدمات یعنی سروسز کی فروخت پر لگایا جاتا ہے۔پاکستان میں یہ ٹیکس فروخت کی جانے والی اشیاء اور خدمات یعنی سروسز کے اعتبار سے مختلف تناسب رکھا ہے۔سیلز ٹیکس کی معیاری شرح 18 فیصد ہے، جب کہ لگژری آئٹمز کے لئے یہ شرح 25 فیصد تک ہو سکتی ہے۔

3۔فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی:(Federal Excise Duty)

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (FED) پاکستان میں تیار ہونے والے نیز پاکستان میں استعمال کی جانے والی مخصوص اشیاء اور خدمات پر عائد ٹکسی ہے۔ FED مختلف اشیاء بشمول سگریٹ، سیمنٹ، چینی، مشروبات اور پٹرولیم مصنوعات پر چارج کیا جاتا ہے۔ FED کی شرح مصنوعات کی قیمتوں اور اقسام کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔

www.idaraghufran.org

4۔ کسٹم ڈیوٹی:(Custom Duty)

کسٹم ڈیوٹی ایک ٹیکس ہے جو درآمدی سامان پر لگایا جاتا ہے۔ یہ فیڈرل بورڈ آف ریوینو (FBR) اشیاء کی درآمدی کے وقت وصول کرتا ہے۔ کسٹم ڈیوٹی کی شرح درآمد کی جانے والی اشیاء کی اقسام کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، اور یہ حکومت پاکستان کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے۔

د۔ پاکستان میں ٹیکس کے مسائل کے اسباب:

پاکستان کی آبادی چوبیس کروڑ سے زائد ہے جس میں ٹیکس فائلرز کی تعداد پینتالیس لاکھ کے قریب ہے جو زیادہ تر تنخواہ دار طبقہ پر مشتمل ہے تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی آبادی ٹیکس کی ادائیگی سے مبرا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وزارت خزانہ کے مطابق جون 2023ء کے مالی سال کے اختتام پر کل ٹکسوں کی وصولیابی 7169 ارب روپے رہی۔ وزارت خزانہ کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق مذکورہ مالی سال میں بجٹ خسارہ 6.52 کھرب روپے رہا جو مجموعی قومی پیداوار جی۔ڈی۔پی کے 7.7 فصدز کے مساوی تھا۔ وہ کونسے عناصر ہیں، جو اس خسارہ کے ذمہ دار ہیں؟ ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1۔ ٹیکس وصولی کا نظام:

ایک بڑی وجہ جو پاکستانی معیشت کے خسارے کا سبب بنتی ہے، وہ ٹیکس وصولی کا نظام اور انتظام ہیں۔ جو لوگ فائلر ہیں، انہی پر مزید ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا جاتا ہے، اور باقی جو لوگ فائلر یا رجسٹرڈ نہیں ہوتے، وہ ان ٹیکسز سے استثناء حاصل کرتے ہیں۔ یوں جن لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ پڑتا ہے، وہ بھی وکلاء یا دیگر ذرائع سے ان ٹیکسوں سے بچنے کے راستے نکال لیتے ہیں، جس کا بالآخر نقصان پاکستانی معیشت کو ہی ہوتا ہے۔

2۔ بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکس:(Indirect and Direct Taxes)

پاکستان کے ٹیکس کے نظام میں جو لوگ فائلر یا رجسٹرڈ ہیں، وہ اور جو رجسٹرڈ نہیں ہیں، دونوں ہی ٹیکس سے بچنے کے راستے نکال لیتے ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ ڈائریکٹ ٹیکسز کی صورت میں سامنے آتا ہے، جو ہر بنیادی ضرورت کی ان اشیاء پر لگادیا جاتا ہے، جو ہر امیر غریب استعمال کرتا

www.idaraghufran.org

ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر آبادی متوسط یا غریب طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ان سب ڈائریکٹ ٹیکسز کا نقصان پاکستان کی اکثر غریب آبادی کو ہوتا ہے۔ اور پاکستان کی معیشت مزید تباہی کی طرف جارہی ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کا نظام بنایا جائے، جس میں ڈائریکٹ ٹیکسوں کی حوصلہ شکنی ہو، اور ان ڈائریکٹ ٹیکسوں کو مزید فروغ دیا جائے۔

3۔ سیاسی اور سرمایہ دار طبقے کی لابی:

ٹیکس نظام کی خرابی کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ سیاسی اور سرکردہ طبقے کی لابی اور منوپلی ہے۔ یہ طبقہ اکثر سرمایہ دار طبقے سے تعلق رکھتا ہے، جس کا ملک کی بڑی اشیاء پر ہولڈ ہوتا ہے۔ اور یہ جب چاہتا ہے، ان چیزوں کے ریٹ اتار چڑھاو کی طرف لے جاتا ہے۔ یہی وہ طبقہ ہے، جو بڑی بڑی زمینوں، کمپنیوں، جائیداوں کا مالک ہوتا ہے، اور ٹیکس ادا کرنے کے بجائے، اپنے اوپر لگے ٹیکس معاف کروالیتا ہے۔ جس کا نقصان ڈائریکٹ ٹیکس کی صورت میں غریب طبقہ کو اٹھانا پڑتا ہے۔

4۔ عوام کی بہبود پر خرچ نہ کرنا:

پاکستان میں زیادہ تر خرچ حکمرانوں کی آسائشوں اور ان کی عیاشیوں پر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام اپنے حق سے محروم رہ جاتی ہے۔ اور حکمران طبقہ اپنی عیاشی کی وجہ سے عوام کی بہبود پر خرچ کرنا پسند نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے عوام کو جب سہولیات اور مراعات نہیں ملتیں، تو عوام بھی بدلہ میں ٹیکس دینا گوارا نہیں کرتی ہے۔ جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں، ان میں حکمران عوام کی بہبود پر خرچ کرتے ہیں، اور بدلہ میں عوام بھی بھرپور انداز میں ٹیکس کی ادائیگی میں حصہ لیتی ہے۔

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

لومائر گاؤں کا درخت

پیارے بچو! ایک گاؤں تھا، جس کا نام لومائر تھا۔ اس گاؤں میں سر سبز جنگلات اور چمکتی ہوئی ندیوں کے درمیان واقع، ایک شاندار درخت کھڑا تھا جسے لومیر کہا جاتا ہے۔ اس کے پتے نرم، سنہری روشنی سے چمکتے ہیں، جو گاؤں کے زندہ دلی اور اس کی روح کی علامت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ لومیر نہ صرف خوبصورتی سے مالا مال تھا بلکہ اس درخت سے ہم آہنگی بھی چھلکتی تھی۔ کیونکہ اس کے علاقے میں رہنے والے باسی سکون، اطمینان اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ عرصے سے دیکھنے میں آیا کہ لومیر پر ایک اداسی سی چھائی ہوئی تھی۔ اس کے پتے پھیکے پڑنے لگے تھے۔ اس کی جڑیں خشک ہونے لگی تھیں۔ اس درخت نے جن گھروں کو سورج کی تپتی شعاعوں سے سایہ فراہم کیا ہوا تھا، وہ سایہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ گاؤں کے باسیوں میں کبھی اتنی بے چینی اس سے پہلے نہیں پھیلی تھی، جتنا اب پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ گاؤں کا ماحول سونا سا پڑ گیا تھا۔ لومیر کے اطراف میں بسنے والے دیہاتیوں کو تو کوئی سانپ سا سونگ گیا تھا۔

گاؤں میں موجود دیگر لوگوں کے ساتھ ایک لڑکا بھی رہتا تھا، جس کا نام علی تھا۔ وہ لڑکا بہت زیادہ بہادر نہیں تھا۔ علی اندرونی طور پر بہت سے شکوک وشبہات، اور ذہنی وجذباتی جنگوں سے دوچار تھا۔ گاؤں میں جب لومیر کی ہریالی کسی طرح واپس نہ آئی، تو گاؤں کے سب لوگوں نے یہ طے کیا کہ وہ سارے اکھٹے ہو کر اس کے بارے میں کھوج لگائیں گے۔ چنانچہ سارے ایک رات گاؤں کے بیچ و بیچ جمع ہو گئے، جہاں ایک آتش دان بھی سردی کی وجہ سے لگایا گیا تھا۔ جب لومیر کے بارے میں بات چلی تو گاؤں کے ایک بزرگ نے ایک پرانی کہانی سناتے ہوئے کہا کہ جب بھی یہ درخت خشکی کی طرف جاتا ہے، تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ گاؤں سے بہادری اور ہمت ختم ہوتی جا رہی ہے، اب ضروری ہے کہ کوئی ایک شخص ہمت اور بہادری کی مہم پر روانہ ہو، تاکہ اس درخت کی

www.idaraghufran.org

ہریالی واپس آسکے۔جب اس بزرک نے یہ بات کی تو آتش دان کے گرد بیٹھے لوگوں میں ہڑبڑاہٹ پھیل گئی،اسی کے ساتھ آپسی سرگوشیوں کا بھی سلسلہ چل پڑا۔اس مہم کے لئے کوئی بھی آگے نہ ہوا۔اور کچھ لمحات کے لئے آتش دان کے اردگرد ایک خاموشی سی چھا گئی۔علی ایک بہادر لڑکا نہ تھا، یہ سوچتے ہوئے،اس کا دل اس کے سینے میں زور زور سے دھڑک رہا تھا۔یہ بڑا مشکل سفر تھا،جس میں اسے ایک بہادر دِل کی کھوج میں نکلنا تھا۔لیکن ان سب چیزوں کے باوجود گاؤں کی خاطر اس نے اپنے آپ کو اس مہم پر بھیجنے کے لئے پیش کر دیا۔

اگلے دِن شام کے آخری پہر علی اپنی زندگی کے مشکل ترین سفر پر روانہ ہوگیا۔شام کو نکلتے ہوئے وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کیسے اپنی منزل تک پہنچے گا،کیسے وہ اس بہادر دِل کو تلاش کرے گا۔گاؤں سے نکلنے کے بعد علی نے گاؤں کے شمال کی طرف رخ کیا۔سب سے پہلے علی سوات پہنچا،وہاں سے ہوتے ہوئے وہ شمالی علاقہ جات کی طرف بڑھتا رہا۔راستے میں اس کا سامنا کافی قسم کے لوگوں سے ہوا،جن سے علی کا حوصلہ،اس کی ہمت اور اس کے عزم کا بھی کڑا امتحان ہوا۔آگے بڑھتے ہوئے،وہ ایک وادی میں داخل ہوا،جہاں اسے ایک بزرک ہستی نظر آئی،سفید بال،منہ پر جھریوں کا جال،ہاتھ میں لاٹھی،اور ایک چھال پر بیٹھی وہ ہستی ایک نظر میں بارعب اور ایک نظر میں پرکشش معلوم ہورہی تھی۔علی ان کے قریب ہوا تو،انہوں نے کہا کہ بچے کہاں جانا چاہتے ہو،اتنی رات اس جنگل میں گھومنے کا کیا مقصد ہے۔علی نے انہیں بتایا کہ وہ بہادر دل کی تلاش میں نکلا ہے۔بزرگ نے علی سے پوچھا کہ تمہاری سامنے شیر ایک انسان کے بچے کو مارنے لگے تم،تو تم کیا کروگے۔علی نے کہا کہ میں اپنی جان بچا کر بھاگوں گا۔یہ سن کر بزرگ نے کہا کہ تمہیں کبھی بھی بہادر دل نہیں ملے گا۔کیونکہ تمہیں دوسروں کا احساس نہیں ہے،یہی چیز تمہاری اندر بزدلی پیدا کرتی ہے۔

علی نے مزید اپنا سفر جاری رکھا،وہ ایک غار میں پہنچا،جہاں اس کو یہ یقین تھا کہ اسے بہادر دل ملے گا،لیکن وہ غار تو خالی تھا،یہاں آکر علی کو احساس ہوا کہ بہادر دِل کوئی مادی چیز نہیں ہے،بلکہ یہ اندرونی احساسات اور جذبات پیدا کرنے کا نام ہے،جو دوسروں کی مدد کی وجہ سے کسی کے اندر بہادری کی صفت پیدا کرتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط75) مفتی طلحہ مدثر

ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (بارہواں حصہ)

معزز خواتین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے دور میں خواتین معاشی میدان میں بہت سے شعبوں سے منسلک اور وابستہ تھیں، اسی سے متعلق کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

مرضعہ کا شعبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بہت سی خواتین دوسرے افراد کی اولاد کو دودھ پلایا کرتی تھیں، ایسی خواتین کا زیادہ تر تعلق مضافات میں رہنے والے مختلف قبائل سے ہوتا تھا، یہ خواتین اس کام کو پیشے کو طور پر کرتی تھیں، ایسی خواتین کی کوشش ہوتی تھی، کہ وہ اونچے سے اونچے خاندان کے بچے کو دودھ پلائیں، تاکہ معاوضہ کے طور پر بھاری رقم کے ساتھ ساتھ بیش بہا قیمتی تحائف بھی حاصل کر سکیں، جبکہ دوسری طرف بچے کے والدین کے پیشِ نظر یہ ہوتا تھا، کہ بچہ اچھی آب و ہوا میں نشو نما پائے، جو اس کی صحت میں مثبت اثرات پیدا کرے، اسی طرح عربوں کو اپنی زبان کے فصاحت پر بھی بڑا ناز تھا، اور مضافات کے لوگوں کو اس بارے میں گنجان آباد علاقوں کی آبادی پر فوقیت حاصل تھی، کہ ان کی فصاحت و بلاغت زیادہ اعلیٰ معیار کی ہوتی تھی، چنانچہ یہ بات بھی پیشِ نظر رہتی تھی، کہ ہمارے بچے کی زبان میں نکھار اور فصاحت گھٹی میں پڑ جائے، بلکہ اہلِ عرب میں سے بعض قبائل کی تو یہ پیشہ پہچان اور شعار تھا، لوگ فخر کے طور پر ذکر کرتے تھے، کہ ہم نے فلاں قبیلے کی خاتون کا دودھ پیا ہے، عرب میں ویسے بھی ایک دوسرے پر فخر جتانے کا بڑا رواج تھا، اور وہ اس معاملے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے، اس بنیاد پر اس پیشہ کا فائدہ یک طرفہ نہیں تھا، بلکہ ہر فریق اپنے اپنے طور پر اس سے فائدہ اٹھاتا تھا، چنانچہ یہ عرب میں ایک عام معمول تھا، نہ اس کو کوئی معیوب سمجھتا تھا، نہ کوئی اعتراض کرتا تھا۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے معلوم ہوتا ہے، ان کے دور میں بھی یہی رواج

www.idaraghufran.org

تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (سورة القصص، ١٢)

ترجمہ: اور ہم نے دودھ پلانے والیوں کو پہلے ہی اس پر حرام کردیا تھا (قصص)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والدہ سے پہلے بھی مختلف دودھ پلانے والی خواتین نے حضرت موسیٰ کو دودھ پلانے کی کوشش کی تھی، لیکن اللہ کے حکم سے انہوں نے کسی کا دودھ قبول نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ بے بس ہوکر آخر کار موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہی بلانے پڑا، اگرچہ فرعون اور محل والے جانتے نہیں تھے، کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی والدہ ہیں۔

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں بھی آپ نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا نام سنا ہوگا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخوردار حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی ایک خاتون کی پرورش میں تھے، جو مدینہ کے مضافات میں رہتی تھیں، انہی کے یہاں حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہم وسلم کی وفات ہوئی تھی۔

چنانچہ یہ پیشہ کوئی ایسا گرا پڑا پیشہ نہیں تھا، بلکہ بعض اوقات تو فخر اور تفاخر کا باعث بھی بنتا تھا، اس بنا پر اسلامی فقہ کے کتابیں دودھ پلانے کے مسائل سے بھری پڑی ہیں، جس کو ''کتاب الرضاع'' وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا اس شعبے سے وابستہ خواتین کی تعداد کوئی ایسی گنتی کی چند خواتین پر مشتمل نہیں تھی، جو معاشرے میں نظروں سے اوجھل رہ جائیں، بلکہ اس شعبہ سے اچھی خاصی خواتین منسلک تھیں۔

تدریس کا شعبہ

بہت سی خواتین ایسی ہیں، جو تدریس کے شعبہ سے وابستہ تھیں، اب تدریس (teaching) کے شعبہ سے وابستہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے، کہ بالکل آج کل دور کی طرح اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں جاکر باقاعدہ کلاسز دی جاتی ہوں، چودہ سو سال پہلے کے معاشی شعبوں کی شکل وصورت بعینہ ایسی نہیں تھی، یہ بات کسی ذی شعور انسان سے مخفی نہیں ہے، کہ زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ ہر

شعبے کی شکل وصورت،طریقہ کار،انتظام کار مختلف ہوتے ہیں،اصل چیز اس مقصد کو دیکھنا ہے، جو پرانے زمانے میں رائج طریقہ کار سے حاصل کیا جاتا تھا،چنانچہ یہ ایسے ہی جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور اونٹ پر سواری کی،اور اب آپ بائیک،کار،ریل اور جہاز میں سفر کرتے ہیں،طریقہ بیشک الگ ہے،لیکن مقصود ایک ہی ہے،چنانچہ اس زمانے کے تعلیمی نظام کا موازنہ موجودہ زمانے کے تعلیمی نظام سے کرنا درست نہیں ہے،اس وقت تعلیمی نظام کی شکل سادہ تھی،شہر سے یا دور،دراز سے لوگ سفر اسفار کر کے ایک خاص وقت کے لیے کسی خاص شہر میں قیام کرتے تھے،وہاں کے اصحاب علم وفن سے وابستہ ہوتے تھے،ان سے علم وہنر سیکھتے تھے،اور چلے جاتے تھے ،خواتین کی تدریس کا انداز بھی یہی ہوتا تھا۔

خواتین کی تدریس کے سلسلے کی کڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے،کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے اصرار پر ایک دن مخصوص کر رکھا تھا،جس میں صرف خواتین کے لیے وعظ فرماتے تھے،اسی طرح ایک صحابیہ بہت مشہور اور معروف ہیں،ان کا نام شفاء بنت عبداللہ تھا،احادیث میں آتا ہے،کہ انہوں نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھایا تھا،اسی طرح صحابیات میں ازواج مطہرات بھی اس زمانے کے مطابق تدریسی خدمات انجام دیا کرتی تھیں،جن میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایات کی کثرت کی وجہ سے مشہور ہیں،دیگر ازواج سے بھی لوگ روایات پوچھنے دور دراز سے حاضر ہوتے تھے،یہ اس زمانہ کا ایک طریقہ درس ہی تھا۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل　ادارہ

تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط16)

علمی قابلیت کے ایک تازہ نمونہ کا الزام

مغالطہ: ......سلفی صاحب کو اگر اپنے مقابل کی کوئی غیر دانستگی پر مشتمل علمی خطاء وسہو اتفاقاً بھی نظر سے گذر جائے، تو وہ ان کو ڈھول پیٹنے کے لئے کافی وافی ہے۔

ہماری طرف سے موجودہ سلسلہ کی سلفی صاحب کی طرف سے قسط وار مضمون شائع ہونے کے ساتھ ساتھ اشاعت کی جارہی ہے، بعض اوقات ماہنامہ کی اشاعت کی مقررہ تاریخ قریب آجاتی ہے، اور اس وقت تک ماہنامہ کے مضامین کا تیار کرنا مشکل ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں وقت کی قلت کے باعث بعض اوقات کسی عبارت کے ترجمہ اور اس کی پروف ریڈنگ میں تسامح لاحق ہوجاتا ہے، اسی ضمن میں ہماری طرف سے علامہ ابنِ حجر کی ایک عبارت کے ترجمہ میں تسامح ہوگیا، جس کی سلفی صاحب نے اپنے مخصوص مزاج کے مطابق نشاندہی کی ہے، اور اس پر یہ عنوان قائم کیا کہ:

''مولانا محمد رضوان کی علمی قابلیت کا ایک تازہ نمونہ'' (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۱)

جس کے ضمن میں موصوف نے خوب دل کھول کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

جوابِ مغالطہ: ......حالانکہ اس عبارت کے ترجمہ میں تسامح کا خود ہمیں بھی اشاعت کے بعد احساس ہوگیا تھا، جس کی ہم نے بعد میں اصلاح بھی کردی تھی۔

ہمارے ماہنامہ التبلیغ، بابت فروری ۲۰۲۳ء کے صفحہ نمبر ۴۱ پر علامہ ابنِ حجر کی مندرجہ ذیل عبارت:

تقديم عثمان بعد أبى بكر وعمر كما هو المشهور عند جمهور أهل السنة ''

کا صحیح ترجمہ درجِ ذیل طریقہ پر ہونا چاہیے تھا:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد ''تقدیم'' ہی جمہور اہل السنۃ کے نزدیک مشہور ہے''

جبکہ پہلے تسامحاً ترجمہ میں ''کے بعد'' کی جگہ ''پر'' کا لفظ لکھا گیا تھا۔

www.idaraghufran.org

اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مضمون جب باقاعدہ کتابی شکل میں شائع ہوگا، تو اس میں قارئین کو اصلاح شدہ عبارت دستیاب ہوگی۔

ہم اپنے اس تسامح کا اعتراف، اور اس کی اصلاح کرنے میں الحمدللہ تعالیٰ عار محسوس نہیں کرتے۔

لیکن ہم نے اس موقع پر''شیعہ''و''رافضہ'' کی مخصوص اصلاح سے متعلق موصوف کی طرف سے پیش کردہ جس عبارت کے متعدد تسامحات کی باحوالہ مدلل انداز میں نشاندہی کی تھی، وہ مدعیٰ اپنی جگہ برقرار ہے۔

''نسخ'' اور ''تحریف'' میں فرق، اور نوری طبرسی کی تردید

مغالطہ:......اس کے بعد سلفی صاحب نے اپنے مضمون میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

''نسخ اور تحریف میں فرق'' (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۳)

پھر اس عنوان کے تحت موصوف نے نسخ اور تحریف میں فرق پر کلام کیا ہے۔

جوابِ مغالطہ:......لیکن ہم چونکہ سرے سے نسخ اور تحریف میں فرق کے منکر نہیں، بلکہ ہم اس موقع پر کہتے ہیں کہ بعض اوقات ''نسخ'' کو''تحریف'' سمجھ لیا جاتا ہے، اور نسخ سے متعلق روایات وآثار کو تحریف کی دلیل سمجھ کر پیش کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ اس مقام پر بعض لوگوں نے طرزِ عمل اختیار کیا، یہ درست نہیں۔ چنانچہ جامعہ قطر کے ''کلیۃ الشریعۃ'' اور ''دراساتِ اسلامیہ'' کے استاذِ مساعد ''ڈکتور معصب الخیر ادریس سید مصطفیٰ عبدالمتعال نے اپنے مضمون ''مقدمات النظر ودقیق الکلام'' میں ایک مقام پر لکھا کہ:

> ''علامہ ابنِ حزم تو مغربِ اسلامی کے انتہائی کنارہ پر ہونے کی بنا پر قدیم وجدید امامیہ کی طرف تحریفِ قرآن کے عقیدہ کی نسبت کرنے پر معذور قرار دیے جاسکتے ہیں، لیکن علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب نے جو علمائے اثنا عشریہ کی طرف سے تحریفِ قرآن کے برخلاف پے درپے تمام تر تفصیلات وتوضیحات سامنے آنے کے بعد، جملہ اثنا عشریہ کی طرف اس عقیدہ کی نسبت کی، تو یہ زیادہ قابلِ تعجب امر ہے، بالخصوص جبکہ دنیا میں ہر جگہ سنی وشیعہ کے ہاتھ میں یہی ایک قرآن ہے، البتہ شیعہ کے اخباریہ کے بعض ارذل لوگ، جو فقہ، اور غور وفکر، اور قیاس سے اعراض کرتے ہوئے، ہر حدیث وخبر پر یقین

www.idaraghufran.org

رکھتے ہیں، وہ تحریفِ قرآن کی روایات پر یقین رکھتے ہیں، جس کی اثنا عشریہ کے شیخ مفید نے بھی توضیح کی ہے۔اور تحریفِ قرآن سے متعلق اس قسم کی روایات، احادیث واخبار کی کتابوں میں منتشر تھیں، جن کو میرزا حسین نوری طبرسی (المتوفیٰ: 1320ھ) نے جمع کر دیا، اور اہل السنۃ کی کتابوں سے بھی جمع کر دیا، جو کہ دراصل نسخ، یا اختلافِ قرائت، یا بعض صحابہ کی تفسیریات پر مبنی تھیں، یا پھر ان کی صحت ثابت نہیں تھی۔جس کے بعد نوری طبرسی کی متعدد اثنا عشریہ نے تحریری طور پر تردید کی، اور نوری کے موقف کا صریح بطلان، اور اس کے بیان کردہ دلائل کا فساد ظاہر کیا“

(ملاحظہ ہو:مقدمات النظر ودقیق الکلام، ص ۴۲۳، ۴۲۴، الاستدلال فی اصول الدین ، انواعہ وصورہ،الدلائل السمعیة، القرآن الکریم ”دراسات فی التشیع الإمامی فی ضوء دعوی التقریب بین الفرق والمذاهب الإسلامیة: ۲“ الناشر: المکتبة القدوسیة، لاهور، الباکستان، الطبعة الأولٰی: ۱۴۲۸ هـ، 2007م)

اس مضمون میں آگے چل کر سید مصطفیٰ عبدالمتعال نے ابوالحسن اشعری کی وہ عبارت نقل کرنے کے بعد جو ہم نے تحریفِ قرآن سے متعلق پہلے ذکر کی، اثنا عشریہ کے شیخ ابوجعفر صدوق قمی (المتوفیٰ: 381ھ) کی عبارات اور ان کے عدمِ تحریفِ قرآن سے متعلق موقف کی وضاحت کی ہے۔

جس کی تفصیل ہم نے دوسری تالیف ”اہلِ تشیع کی تحقیق وتکفیر“ میں ذکر کر دی ہے۔

اسی ضمن میں موصوف نے صفحہ نمبر ۲۵ و ۲۶ پر شیعہ کی تفسیر لوامع التنزیل کے حوالہ سے ایک عبارت نقل کی ہے، جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں کہ:

”وآنچہ منسوخ التلاوت والحکم معا است (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۶)

جبکہ ”معالم التنزیل“ میں یہ عبارت اہلِ سنت کی تفسیر کبیر ونیشاپوری کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے، جس کے شروع میں تصریح ہے کہ:

”در کبیر ونیشاپوری است آنچہ منسوخ الحکم والتلاوۃ است“۔الخ (تفسیر لوامع التنزیل صفحہ نمبر ۵۲۹، مطبع گلشن رشیدی لاہور ۱۳۰۰ھ، باہتمام سید خورشید علی، بذیل آیت ما ننسخ من آیۃ)

نیز اس عبارت میں بھی تصریح ہے کہ اس روایت میں ”عشر۔مرفوع التلاوۃ والحکم“ ہے، اور ”خمس“ صرف ”مرفوع التلاوۃ وباقی الحکم“ ہے، جیسا کہ امام شافعی وغیرہ کی رائے ہے۔

www.idaraghufran.org

فکری اور اعتقادی خطاء میں فرق پر کلام

مغالطہ: ......اس کے بعد سلفی صاحب نے ہمارے علمی و تحقیقی رسائل، ج ۱۸ کے صفحہ نمبر ۴۸۸ سے لے کر صفحہ نمبر ۴۹۱ تک کی عبارات کو نظر انداز کرتے ہوے، اپنے مضمون میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

’’فکری اور اعتقادی خطاء میں فرق‘‘ (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۶)

اور پھر اپنے حسبِ مزاج ہماری طرف طعن و تشنیع کو بروئے کار لاتے ہوے، ہمارے علمی و تحقیقی رسائل ج ۱۸ کے صفحہ نمبر ۴۹۲ کی ایک عبارت نقل کی ہے، لیکن اس عبارت میں بھی موصوف اپنی علمی خیانت کو بروئے کار لاتے ہوے، کتر بیونت سے باز نہ آئے۔

چنانچہ موصوف نے ہمارے مضمون کی عبارت کو درجِ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے کہ:

اس طرح کے اور بھی کئی عملی وفکری مسائل مختلف مذاہب ومسالک میں پائے جاتے ہیں، بطور خاص علمِ کلام وفلسفہ سے متعلق بہت سی ایسی چیزیں پائی جاتی رہیں، جن سے بعض چیزیں مختلف صوفیائے کرام، یا فقہائے عظام کی طرف بھی منسوب ہیں، اہلِ سنت کی جانب سے بھی ان کی طرف بعض متنازع افکار منسوب کیے گئے ہیں، جن کی مختلف تاویلات وتوجیہات کی جاتی رہیں، لیکن ان کی ’’تکفیر‘‘ تو درکنار ’’تفسیق‘‘ سے بھی اجتناب کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر شخص کی فکری واعتقادی خطاء کو کفر قرار دینا درست نہیں، ورنہ بہت سے اہلِ سنت کی تکفیر بھی لازم آئے گی (علمی وتحقیقی رسائل، ص ۴۹۲ جلد نمبر ۱۸) (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۶)

جوابِ مغالطہ: ......اول تو موصوف نے ہماری اصل عبارت میں کئی حروف اور الفاظ درمیان سے حذف کر دیے، چنانچہ ’’جن میں سے بعض‘‘ کے الفاظ میں سے لفظِ ’’میں‘‘ کو حذف کر دیا۔

دوسرے ’’وتوجیہات کی جاتی رہیں‘‘ کے الفاظ میں سے ’’حرفِ راء‘‘ کو حذف کر دیا۔

تیسرے ’’درست نہیں‘‘ اور ’’ورنہ‘‘ کے درمیان میں سے اس پورے جملہ کو حذف کر دیا کہ ’’بلکہ اس میں تفصیل ہے‘‘ چنانچہ ہمارے مضمون کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے:

اس طرح کے اور بھی کئی عملی وفکری مسائل مختلف مذاہب ومسالک میں پائے جاتے ہیں، بطورِ خاص علمِ کلام وفلسفہ سے متعلق بہت سی ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں، جن میں سے بعض چیزیں مختلف صوفیائے کرام، یا فقہائے عظام کی طرف بھی منسوب ہیں، اہلِ سنت کی جانب سے بھی ان کی طرف بعض متنازع افکار منسوب کیے گئے ہیں، جن کی

www.idaraghufran.org

مختلف تاویلات وتوجیہات کی جاتی رہیں، لیکن ان کی ''تکفیر'' تو درکنار ''تفسیق'' سے بھی اجتناب کیا گیا۔واقعہ یہ ہے کہ ہر شخص کی فکری واعتقادی خطاء کو کفر قرار دینا درست نہیں، بلکہ اس میں تفصیل ہے، ورنہ بہت سے اہلِ سنت کی تکفیر بھی لازم آئے گی (علمی وتحقیقی رسائل، ص۴۹۲ جلد نمبر ۱۸)

اگر پہلے دو محذوفات کو کتابت کی غلطی فرض کرلیا جائے، تو تیسرے محذوف کو کتابت کی غلطی فرض کرنا مشکل ہے، کیونکہ یہ محذوف موصوف کی اس بنیاد پر اثر انداز ہوتا ہے، جو انہوں نے آگے قائم کی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے مضمون کے تسلسل سے متعلق یہ صرف ایک حصہ ہے، جس کو پکڑ کر موصوف نے ہماری طرف جھوٹی اور خلافِ واقعہ نسبت کرتے ہوئے لکھا کہ:

''اس عبارت میں مولانا رضوان صاحب ''تکفیر'' کی بحث سے اتر کر مزید نیچے تشریف لے آئے ہیں، اور وہ روافض کی تکفیر تو درکنار ''تفسیق'' کرنے میں بھی کشادہ قلب نظر آتے ہیں، کیونکہ بقول ان کے اگر فکری خطاؤں پر تکفیر ہونے لگے، تو بہت سارے اہلِ سنت کی بھی تکفیر ہوجائے گی (ماہنامہ حق چاریار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۷)

موصوف کی اس کوڑ مغزی اور بددماغی کا تو شاید دنیا کے کسی عالم کے پاس بھی علاج نہ ہو، جس میں بات کو صحیح سمجھنے تک کی لیاقت نہ ہو، اور لگے وہ تکفیر جیسے نازک مسئلہ پر بحث کرنے۔

یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ علمی ابحاث کے ضمن میں اس طرح کے امور کا زیرِ بحث لانا علماء وفقہاء میں بہت شائع وذائع ہے، جس سے کوئی ہوشمند عاقل اس طرح کا نتیجہ اخذ نہیں کیا کرتا، جو موصوف کرنے بیٹھے ہیں۔

ہمیں موصوف کی دماغی حالت کا مشاہدہ کرکے یقین ہوتا جارہا ہے کہ وہ اپنی اَنا اور ضد کی وجہ سے کسی بھی دلیل کو ماننے والے نہیں، لیکن دیگر قارئین کے علم میں اضافہ اور غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ہم اس موقع پر صرف علامہ ابنِ تیمیہ کی چند تصریحات نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

علامہ ابنِ تیمیہ نے ''مجموعُ الفتاویٰ'' میں ایک مقام پر فرمایا:

ومن أهل البدع من يكون فيه إيمان باطنا وظاهرا لكن فيه جهل وظلم حتى أخطأ ما أخطأ من السنة؛ فهذا ليس بكافر ولا منافق ثم قد يكون منه عدوان وظلم يكون به فاسقا أو عاصيا؛

www.idaraghufran.org

وقد يكون مخطئا متأولا مغفورا له خطؤه؛ وقد يكون مع ذلك معه من الإيمان والتقوى ما يكون معه من ولاية الله بقدر إيمانه وتقواه .فهذا أحد الأصلين . والأصل الثانى :أن المقالة تكون كفرا :كجحد وجوب الصلاة والزكاة والصيام والحج وتحليل الزنا والخمر والميسر ونكاح ذوات المحارم .ثم القائل بها قد يكون بحيث لم يبلغه الخطاب وكذا لا يكفر به جاحده كمن هو حديث عهد بالإسلام أو نشأ ببادية بعيدة لم تبلغه شرائع الإسلام.فهذا لا يحكم بكفره بجحد شيء مما أنزل على الرسول إذا لم يعلم أنه أنزل على الرسول.ومقالات الجهمية هى من هذا النوع فإنها جحد لما هو الرب تعالى عليه ولما أنزل الله على رسوله .

وتغلظ مقالاتهم من ثلاثة أوجه :أحدها :أن النصوص المخالفة لقولهم فى الكتاب والسنة والإجماع كثيرة جدا مشهورة وإنما يردونها بالتحريف .

الثانى :أن حقيقة قولهم تعطيل الصانع وإن كان منهم من لا يعلم أن قولهم مستلزم تعطيل الصانع، فكما أن أصل الإيمان الإقرار بالله فأصل الكفر الإنكار لله.

الثالث :أنهم يخالفون ما اتفقت عليه الملل كلها وأهل الفطر السليمة كلها؛ لكن مع هذا قد يخفى كثير من مقالاتهم على كثير من أهل الإيمان حتى يظن أن الحق معهم لما يوردونه من الشبهات.ويكون أولئك المؤمنون مؤمنين بالله ورسوله باطنا وظاهرا؛ وإنما التبس عليهم واشتبه هذا .كما التبس على غيرهم من أصناف المبتدعة. فهؤلاء ليسوا كفارا قطعا بل قد يكون منهم الفاسق والعاصى؛ وقد يكون منهم المخطء المغفور له. وقد يكون معه من الإيمان والتقوى ما يكون معه به من ولاية الله بقدر إيمانه وتقواه (مجموع الفتاوىٰ، ج٣ص٣٥٣ الىٰ ٣٥٥ ،كتاب مجمل اعتقاد السلف ،فصل فى ان العبادة متعلقة بطاعة الله ورسوله)

علامہ ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

فمن كان من المؤمنين مجتهدا فى طلب الحق وأخطأ فإن الله يغفر له خطأه كائنا ما كان سواء كان فى المسائل النظرية(أى الاعتقادية) أو العملية. هذا الذى عليه أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم .وجماهير أئمة الإسلام وما قسموا المسائل إلى مسائل أصول يكفر بإنكارها ومسائل فروع لا يكفر بإنكارها .فأما التفريق بين نوع وتسميته مسائل الأصول وبين نوع آخر وتسميته مسائل الفروع فهذا الفرق ليس له أصل لا عن الصحابة ولا عن التابعين لهم بإحسان ولا أئمة الإسلام وإنما هو مأخوذ عن المعتزلة وأمثالهم من أهل البدع وعنهم تلقاه من ذكره من الفقهاء فى كتبهم وهو تفريق متناقض فإنه يقال لمن فرق بين النوعين: ما حد مسائل الأصول التى يكفر المخطء فيها؟ وما الفاصل بينها وبين مسائل الفروع؟ فإن قال: مسائل الأصول هى مسائل الاعتقاد ومسائل الفروع هى مسائل العمل.

قيل له: فتنازع الناس فى محمد صلى الله عليه وسلم هل رأى ربه أم لا؟ وفى أن عثمان أفضل من على أم على أفضل؟ وفى كثير من معانى القرآن وتصحيح بعض الأحاديث هى من المسائل الاعتقادية العلمية ولا كفر فيها بالاتفاق ووجوب الصلاة والزكاة والصيام والحج وتحريم الفواحش والخمر هى مسائل عملية والمنكر لها يكفر بالاتفاق .

وإن قال الأصول: هى المسائل القطعية قيل لا: كثير من مسائل العمل قطعية وكثير من

www.idaraghufran.org

مسائل العلم ليست قطعية وكون المسألة قطعية أو ظنية هو من الأمور الإضافية وقد تكون المسألة عند رجل قطعية لظهور الدليل القاطع له كمن سمع النص من الرسول صلى الله عليه وسلم وتيقن مراده منه . وعند رجل لا تكون ظنية فضلا عن أن تكون قطعية لعدم بلوغ النص إياه أو لعدم ثبوته عنده أو لعدم تمكنه من العلم بدلالته . وقد ثبت في الصحاح عن النبي صلى الله عليه وسلم حديث الذي قال لأهله:"إذا أنا مت فأحرقوني ثم اسحقوني ثم ذروني في اليم فوالله لئن قدر الله على ليعذبني الله عذابا ما عذبه أحدا من العالمين . فأمر الله البر برد ما أخذ منه والبحر برد ما أخذ منه وقال: ما حملك على ما صنعت؟ قال خشيتك يا رب فغفر الله له"

فهذا شک في قدرة الله . وفي المعاد بل ظن أنه لا يعود وأنه لا يقدر الله عليه إذا فعل ذلک وغفر الله له . وهذه المسائل مبسوطة في غير هذا الموضع (مجموعُ الفتاویٰ ، ج۲۳ص ۳۴۶ ، كتاب الفقه، الصلاة، باب الامامة،فصل فى الصلاة خلف أهل الاهواء والبدع واهل الفجور)

علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اور بھی متعدد مقامات پر اس مسئلہ کو منقح کیا ہے،جس کی مزید تفصیل کا یہاں موقعہ اور ضرورت نہیں۔ہوش مند صاحبِ علم منصف کے لئے اتنا بھی کافی ہے،اور موصوف جیسے لوگوں کے لئے طویل دفتر بھی ناکافی ہیں۔

علامہ ڈاکٹر خالد محمود،مسئلہ تحریف،اور اصولیہ واخباریہ کا فرق

مغالطہ:......اس کے بعد سلفی صاحب نے اپنے مضمون میں یہ عنوان قائم کیا ہے:

''علامہ ڈاکٹر خالد محمود اور مسئلہ تحریفِ قرآن مجید''(ماہنامہ حق چاریار،مارچ ۲۰۲۳ء،صفحہ نمبر ۲۸)

جس کے بعد موصوف نے صفحہ نمبر ۳۲ تک، علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کی تالیف ''عبقات'' جلد اول کے صفحہ نمبر ۵۶، ۵۷،اور صفحہ ۴۵۳،تا ۴۵۷ کی عبارات کو نقل کیا ہے،جن میں متعدد اہلِ تشیع کے حوالہ جات سے تحریفِ قرآن کا نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔

اور اس کے بعد موصوف نے صفحہ نمبر ۳۳ پر ''بحث ھذا سے ملخص چند سوالات'' کا عنوان قائم کر کے نہایت متعجبانہ ومتکبرانہ انداز میں متعدد سوالات کئے ہیں۔

جوابِ مغالطہ: ......اس قسم کے سوالوں کے جوابات ہمارے سامنے آنے والے دلائل وبراہین کی روشنی میں نہایت سہل اور آسان ہیں،لیکن ہم متشدد ومتعنت موصوف کو مخاطب کر کے ان جوابات کی تحقیر کروانا نہیں چاہتے،اس لئے ہم نے موصوف کو مخاطب کئے بغیر اصولی انداز میں ان پر دوسرے مضامین میں کلام کر دیا ہے۔

www.idaraghufran.org

اور الحمدللہ ہم جمہور ائمہ ومجتہدین کے اقوال، اور ان کے دلائلِ قویہ کی روشنی میں مندرجہ بالا تحریفِ قرآن کے عقیدہ کو جملہ روافض کی طرف منسوب کرنے، اور اس کے نتیجہ میں ان کی علی الاطلاق تکفیر کرنے کے موقف کو راجح نہیں سمجھتے، بلکہ نہایت مرجوح اور کمزور موقف سمجھتے ہیں، اور اس طرزِ عمل کو اکابر و بزرگوں کی شان میں بے ادبی وگستاخی تصور کرنے کو اس سے بھی زیادہ اضعف، بلکہ صریح خطاء، یا ضد پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور ہم علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کے بجائے، مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے جاری کردہ مندرجہ ذیل فتوے کو راجح سمجھتے ہیں:

> شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہے، مگر موجودہ ہر شیعہ پر بر بناءِ مذکور، یہ از خود لازم نہیں کیا جا سکتا، جب تک وہ اس کی تصریح نہ کرے۔
>
> اور اگر وہ انکار کرتا ہے، خواہ تقیہ ہی سے سہی، تو ہمارے لیے چارہ نہیں کہ ہم اس کے قول وفعل کا اعتبار کریں، تقیہ ونفاق کا تعلق قلب سے ہے، اس کے ہم ذمہ دار نہیں۔ بناءً علیہ ہم تمام شیعوں پر حکم، کفر کا نہیں کر سکتے (امداد المفتیین، جلد ۱، صفحہ نمبر ۵۶۳، کتاب الایمان)

ہم حضرت مفتیِ اعظم موصوف، اور دارالعلوم دیوبند کے اس فتوے کو راجح سمجھتے ہیں، جو جمہور مجتہدین وسلفِ صالحین کے ''بابِ تکفیر'' میں بیان کردہ اس اصول کے بھی موافق ہے، جس میں ''لزومِ کفر اور التزامِ کفر'' میں فرق کیا گیا ہے، اور بہت سی شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہوتا ہے، لیکن دوسرا شخص، بلکہ بعض اوقات صاحبِ کتاب بھی اس کا التزام نہیں کرتا، بلکہ وہ انکار کرتا ہے، خواہ تقیہ ہی سے کرے، اس لئے اس پر اس عقیدہ کو اس کے التزام کئے بغیر دوسرے کی طرف سے لازم نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ موصوف نے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے، اس میں ایک حوالہ ''فیض کاشانی'' کی ''تفسیر الصافی'' کا ہے، اور علامہ موصوف نے جو عبارت مذکورہ تفسیر کی نقل کی ہے، اس کے بعد اسی تفسیر میں ''فیض کاشانی'' نے اس نقل کردہ عبارت کے بعد اس پر یہ کہہ کر خود ہی رَد کیا ہے کہ قرآن کی حفاظت وحقانیت کے متعدد قوی دلائل موجود ہیں، اور ''تحریفِ قرآن

واقع ہونے‘‘ کی یہ روایت’’کتابُ اللہ‘‘ کے مخالف ہے، جوکہ جھوٹ پر مبنی ہے، لہٰذا اس کی تردید، اوراس کے فساد کا حکم واجب ہے، یا اس کی کوئی دوسری تاویل واجب ہے۔

(ملاحظہ ہو:التفسیر الصافی للفیض الکاشانی، ج ا ص ۸۹، مقدمۃ المؤلف، المقدمۃ السادسۃ فی نبذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفہ وزیادتہ ونقصہ وتأویل ذلک،الناشر: دارالکتب الإسلامیۃ ،طھران، ایران، الطبعۃ الاولیٰ : ۱۴۱۹ھ)

پھرخود ہی، اس موقف کی بعض توجیہات بھی ذکر کی ہیں، جن میں ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ:

ولا یبعد أیضا أن یقال :إن بعض المحذوفات کان من قبیل التفسیر والبیان، ولم یکن من أجزاء القرآن (التفسیر الصافی للفیض الکاشانی، ج ا ص ۹۰، مقدمۃ المؤلف، المقدمۃ السادسۃ فی نبذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفہ وزیادتہ ونقصہ وتأویل ذلک،الناشر: دارالکتب الإسلامیۃ ،طھران، ایران، الطبعۃ الاولیٰ : ۱۴۱۹ھ)

ترجمہ: اور یہ بھی بعید نہیں کہ کہا جائے کہ بعض محذوفات، تفسیر اور بیان کے قبیل سے تھے، جو اجزائے قرآن میں سے نہیں تھے (تفسیر الصافی)

اوراس کے بعد مذکورہ تفسیر میں ابوعلی طبرسی کے حوالہ سے یہ موقف نقل کیا ہے کہ:

والصحیح من مذھب أصحابنا خلافہ ،وھو الذی نصرہ المرتضی رضی اللہ عنہ واستوفی الکلام فیہ غایۃ الاستیفاء فی جواب المسائل الطرابلسیات.

وذکر فی مواضع: أن العلم بصحۃ نقل القرآن کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقائع العظام والکتب المشھورۃ وأشعار العرب المسطورۃ، فان العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ وحراستہ، وبلغت حدا لم تبلغہ فیما ذکرناہ لأن القرآن معجز النبوۃ ،ومأخذ العلوم الشرعیۃ والأحکام الدینیۃ وعلماء المسلمین قد بلغوا فی حفظہ وحمایتہ الغایۃ حتی عرفوا کل شء اختلف فیہ من إعرابہ وقرأتہ وحروفہ وآیاتہ ،فکیف یجوز أن یکون مغیرا ومنقوصا مع العنایۃ الصادقۃ والضبط الشدید(التفسیر الصافی للفیض الکاشانی، ج ا ص ۹۰، ۹۱، المقدمۃ السادسۃ فی نبذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفہ وزیادتہ ونقصہ وتأویل ذلک،الناشر: دارالکتب الإسلامیۃ ،طھران، ایران، الطبعۃ الاولیٰ : ۱۴۱۹ھ)

ترجمہ: اور ہمارے اصحاب کا مذہب اس کے خلاف ہے، اور وہ مذہب وہی ہے، جس کی ’’مرتضیٰ‘‘ نے تائید کی ہے، اوراس سلسلہ میں بھرپور طریقے پر’’المسائل الطرابلسیات ‘‘ کے جواب میں کلام کیا ہے۔اور متعدد مقامات پر یہ بات ذکر کی ہے کہ قرآن کے نقل کی صحت کا علم بڑے بڑے شہروں اور بڑے بڑے حوادثات اور

www.idaraghufran.org

بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں، اور تحریر شدہ عرب کے اشعار کے علم کی طرح ہے، کیونکہ انتہائی توجہ اور دواعی بھرپور طریقے پر اس قرآن کے نقل اور اس کی حفاظت میں خرچ ہوئے، جو اس حد تک پہنچ گئے کہ جس حد تک وہ روایات واقوال نہیں پہنچے، جن کا ہم نے پیچھے ذکر کیا، کیونکہ قرآن، نبوت کا معجزہ اور علومِ شرعیہ اور احکامِ دینیہ، اور علمائے مسلمین کا مآخذ ہے، جنہوں نے اس کی حفاظت اور حمایت میں انتہائی مبالغہ سے کام لیا، یہاں تک کہ انہوں نے ہر اس چیز کی معرفت حاصل کرلی، جس میں اختلاف واقع ہوا، خواہ قرآن کے اعراب ہوں، یا قرآن کی قرائت ہو، یا اس کے حروف ہوں، یا اس کی آیات ہوں، تو یہ بات کیسے جائز ہے کہ وہ قرآن، تغیر شدہ، اور تنقیص شدہ ہو، جبکہ انتہائی سچی توجہ اور ضبطِ شدید اس کے ساتھ شاملِ حال ہے (تفسیر الصافی)

اور ''فیض کاشانی'' نے جو ''علی بن ابراہیم قمی'' کے حوالہ سے تحریفِ قرآن کا ذکر کیا ہے، اس پر **آیۃ اللہ علی اصغر بن نور الدین بن محمد ھادی،سید علی حسینی میلانی** (نجف،ایران،المتولد:1367ھ) نے اپنی کتاب ''**التحقیق فی نفی التحریف عن القرآن الشریف**'' میں کلام کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:التحقیق فی نفی التحریف عن القرآن الشریف، ج ۱ ص ۱۱۰ الی ۱۱۲، حول عبارۃ الشیخ القمی فی مقدمۃ تفسیرہ)

(جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

جھوٹے وظالم حکمران، اوران کی اعانت کا فتنہ

کئی معتبر ومستند احادیث وروایات میں قربِ قیامت سے پہلے سیاست سے متعلق جن فتنوں کی نشاندہی کی گئی ہے، ان میں ایک فتنہ جھوٹے اور ظالم حکمرنوں کا ہونا، اوران کے جھوٹ کی تصدیق اور ظلم پر مدد کرنا ہے، خواہ یہ دفاع وحمایت ان ظالم وجھوٹے حکمرانوں کے وزراء اور مشیران کی طرف سے ہو، یا اس حکمران، یا اس کی سیاسی جماعت کو پسند کرنے اوراس سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہو۔

یہ فتنہ بھی موجودہ زمانہ میں عروج پر ہے، جس میں بہت سے دین دار لوگ بھی مبتلاء ہو گئے ہیں، جو مخصوص حکمرانوں کو پسند کرنے، یا ان سے اپنا کوئی مفاد وابستہ ہونے کی وجہ سے، نہ تو ان کے جھوٹ کو جھوٹ تسلیم کرتے، اور نہ ہی ان کے ظلم کو ظلم تسلیم کرتے، بلکہ ان کے جھوٹ کو سچ، اور ظلم کو عدل قرار دینے کی جدوجہد بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں، اوران کے قول وفعل میں طرح طرح کی تاویلات کرتے ہیں۔اپنے اپنے پسندیدہ لیڈروں کے علاوہ یہی طرزِ عمل اپنے اپنے پسندیدہ بزرگوں اور پیروں کے بارے میں بھی بہت سے لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

اب اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ کر لی جائیں۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ دَخَلَ، وَنَحْنُ تِسْعَةٌ وَبَيْنَنَا وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ " :إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُكَذِّبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَيُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ

www.idaraghufran.org

الْحَوْضَ (مسند احمد،رقم الحدیث ۱۸۱۲۶)

ترجمہ:ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،یا داخل ہوئے،اور ہم نو افراد تھے،اور ہمارے درمیان چمڑے کا تکیہ تھا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے امراء وحکمران ہوں گے؛ جو جھوٹ بولیں گے،اور ظلم کریں گے،پس جو شخص اُن کے پاس گیا اور اُن کے جُھوٹ پر اُن کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر اُن کی اعانت (وحمایت) کی،تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں،اور نہ میرا اُس سے تعلق ہے،اور نہ وہ شخص میرے پاس حوضِ کوثر پر آ سکے گا،اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ اُن کے ظلم کی اُن پر مدد کی،تو اُس کا مجھ سے تعلق ہے،اور میرا اُس سے تعلق ہے،اور وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر بھی حاضر ہوگا (مسند احمد)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ خَفَضَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ، فَقَالَ " :أَلَا إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَمَالَأَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي، وَلَا أَنَا مِنْهُ .وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُمَالِئْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۳۵۳)

ترجمہ:ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،اور ہم عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں تھے،آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی،پھر اس کو نیچا کیا،یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوا کہ آسمان میں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے،پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے امراء وحکمران ہوں گے،جو جھوٹ بولیں گے،اور ظلم کریں گے،پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر اعانت (وحمایت) کی،تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں اور میرا اُس سے تعلق نہیں،اور جس نے اُن

www.idaraghufran.org

کے جُھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی، تو وہ میرے سے تعلق رکھتا ہے، اور میں اُس سے تعلق رکھتا ہوں (مسند احمد)

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّهَا سَتَكُونُ أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُ ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٢٦٠)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسے امراء ہوں گے، جو جھوٹ بولیں گے، اور ظلم کریں گے، پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر ان کی اعانت (وحمایت) کی، تو وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا، اور میں اس سے تعلق نہیں رکھتا، اور نہ وہ میرے پاس حوض پر آسکے گا۔ اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی، تو وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے، اور میں اُس سے تعلق رکھتا ہوں، اور عنقریب وہ میرے پاس حوض پر حاضر ہوگا (مسند احمد)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَأْمُرُونَكُمْ بِمَا لَا يَفْعَلُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحديث ٥٧٠٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسے امراء ہوں گے، جو تمہیں ایسے کاموں کا حکم دیں گے، جن کو وہ کریں گے نہیں (یعنی جھوٹ کو سچ اور ظلم کو عدل قرار

www.idaraghufran.org

دیں گے) پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر ان کی اعانت (وحمایت) کی، تو وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا، اور میں اس سے تعلق نہیں رکھتا، اور نہ وہ میرے پاس حوض پر آ سکے گا (مسند احمد)

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّا لَقُعُودٌ عَلَى بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَنْتَظِرُ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ " :اسْمَعُوا "فَقُلْنَا :سَمِعْنَا .ثُمَّ قَالَ " :اسْمَعُوا "فَقُلْنَا :سَمِعْنَا .فَقَالَ " :إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، فَلَا تُعِينُوهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، فَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۰۷۴)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر بیٹھ کر آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کر رہے تھے، تاکہ آپ نمازِ ظہر کے لئے برآمد ہوں، تو اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ تم سنو، ہم نے کہا کہ بے شک ہم سن رہے ہیں، پھر دوبارہ فرمایا کہ تم سنو، ہم نے دوبارہ کہا کہ بے شک ہم سن رہے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تم پر امراء مسلط ہوں گے، پس تم ان کی ظلم پر اعانت (وحمایت) مت کرنا، پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی، تو وہ میرے پاس حوض پر نہیں آ سکے گا (مسند احمد)

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ " :أَعَاذَكَ اللهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ "، قَالَ :وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ ؟، قَالَ " :أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي، لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ،

www.idaraghufran.org

وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي (مسند احمد، رقم الحديث ١٤٤٤١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعب بن عجرہ، اللہ تمہاری سفہاء (وحمقاء اور جہلاء) کی امارت (وحکومت) سے حفاظت فرمائے، کعب بن عجرہ نے عرض کیا کہ سفہاء کی امارت (وحکومت) کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے بعد ایسے امراء ہوں گے، جو میری ہدایت کی اقتداء (واتباع) نہیں کریں گے، اور میری سنت کے طریقہ پر نہیں چلیں گے، پس جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت (وحمایت) کی، تو یہ لوگ مجھ سے تعلق نہیں رکھیں گے، اور میں ان سے تعلق نہیں رکھوں گا، اور وہ میرے پاس حوض پر نہیں آ سکیں گے، اور جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کی، اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت (وحمایت) نہیں کی، تو یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھیں گے، اور میں ان سے تعلق رکھوں گا، اور یہ لوگ عنقریب میرے پاس حوض پر حاضر ہوں گے (مسند احمد)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَغْشَاهُمْ غَوَاشٍ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ وَهُوَ مِنِّي بَرِيءٌ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ مِنِّي (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٢٨٦، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ١١٨٧، ورقم الحديث ١٢٨٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے امراء ہوں گے، جن کو لوگوں میں سے ڈھانپنے والے لوگ ڈھانپیں گے (یعنی ان کے اردگرد جمع ہوں گے، اور ان کی حمایت ودفاع کریں گے) پس جس نے اُن کے جھوٹ پر ان کی تصدیق کی اور

www.idaraghufran.org

اُن کے ظلم پر ان کی اعانت (وحمایت) کی، تو میں اس سے بری ہوں، اور وہ مجھ سے بری ہے، اور جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کی، اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کی، تو میں اس سے تعلق رکھتا ہوں، اور وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے (مسند احمد)

مذکورہ احادیث میں بیان کردہ یہ فتنہ آج ہمارے سامنے پورے زور شور کے ساتھ موجود ہے، کوئی بھی جھوٹے سے جھوٹا، اور ظالم سے ظالم حکمران ایسا نہیں، جس کی اعانت وحمایت کرنے والے اس زمانہ میں بکثرت موجود نہ ہوں، جو محض حکمرانوں کی خوشنودی، دنیاوی مفاد، اور خواہشِ نفس کی خاطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی، اور حوضِ کوثر سے محرومی کا سودا کرتے ہیں، ان کے ناجائز ترجمان بننے سے لے کر، عام مجالس ومحافل میں، اور میڈیا پر رات دن جھوٹے اور ظالم حکمرانوں کی اعانت وحمایت اور ان کا دفاع کر کے اپنی آخرت وعاقبت کا عظیم نقصان کرتے ہیں۔

اللہ اس فتنہ سے حفاظت عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام: قسط 97 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت و بصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ اور قارون (تیسرا حصہ)

قارون کا غرور و تکبر بھرا جواب

جب نیک لوگوں نے قارون کو یہ نصیحتیں کیں، تو قارون یہ سن کر جواب میں بولا کہ مجھ کو جو کچھ مال و دولت ملا ہے، وہ میری علمی قابلیت، اور فہم وفراست کا نتیجہ ہے، اللہ کے نیک بندوں نے قارون کو یہ نصیحت کی کہ یہ مال ودولت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے، اس کو آخرت کا توشہ بنا، وہ مغرور بولا کہ یہ مال ومتاع تو مجھ کو اپنے علم و دانش اور حسنِ تدبیر سے ملا ہے، دن رات جدوجہد کرکے اپنے کاروبار سے کمایا ہے، یہ مال میرا کمایا ہوا ہے، میں اس کا مالک ہوں، جس طرح چاہوں خرچ کروں، جو حاجت مند ہیں، وہ خود کمائیں، اب موسیٰ کے حکم اور تمہارے مشورہ کے مطابق کس طرح اللہ کے نام پر اس دولت کو خرچ کر ڈالوں، ان نیک لوگوں نے اس سے کہا کہ جس علم و دانش اور قابلیت اور صلاحیت پر تم اِترا رہے ہو، اور جس پر اکڑ رہے ہو، وہ بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے، اور جن اعضاء اور جوارح سے تم نے اس مال و دولت کے کمانے میں دوڑ دھوپ کی ہے، وہ بھی اللہ ہی کی پیدا کردہ اور عطا فرمودہ ہیں، اور محنت اور مشقت کی قدرت اور قوت بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے، تم تو اپنے وجود کے بھی مالک اور مختار نہیں، اور تمہاری تندرستی اور بیماری بھی تمہارے اختیار میں نہیں، پھر اللہ کے مقابلہ میں یہ تکبر اور غرور کرتے ہو۔

غرض یہ کہ جب قارون نے ناصحین کی نصیحتیں سن کر یہ جواب دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ کیا اس نادان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے بہت سی گزشتہ امتوں کو غارت کر چکا ہے، جو قوت و طاقت میں اور مال کے جمع کرنے میں اس سے کہیں زیادہ تھیں، اور قوت اور

www.idaraghufran.org

مال ودولت ان کو ہلاکت سے نہ بچاسکی، ان کے مقابلہ میں قارون کی کیا ہستی ہے۔

اور قیامت کے دن اہلِ جرم سے ان کے جرائم کے متعلق تحقیقِ حال یعنی علم حاصل کرنے کے لیے سوال نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجرمین کے ذنوب کی کیفیت خوب معلوم ہے، اس کو سوال کرنے اور پوچھنے کی ضرورت نہیں، البتہ توبیخ اور سرزنش کے لیے ان سے سوال اور باز پرس ہوگی۔

چنانچہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا یُسْــَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۷۸)

یعنی”اس نے کہا کہ مجھے تو یہ سب کچھ ملا ہے، اس علم کی بنیاد پر جو میرے پاس ہے، کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے، جو طاقت اور مال واسباب کی فراوانی میں اس سے کہیں بڑھ کر تھیں، اور (اللہ کے ہاں) مجرم لوگوں سے ان کی خطاؤں کے بارے میں پوچھا بھی نہیں جاتا“۔

مطلب یہ ہے کہ مجرموں کے تمام اعمال واقوال کا ریکارڈ اللہ کے ہاں پہلے سے ہی موجود ہے، یہ ضروری نہیں کہ مجرموں سے ان کے گناہوں کا سوال کیا جائے اور اگر وہ ان کا اعتراف کرلیں، تو تب ہی ان کے جرم ثابت ہوں گے، اور قیامت کے دن ان سے پوچھا بھی جائے گا، تو ان کو تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل ورسوا کرنے اور زجر وتوبیخ کے طور پر پوچھا جائے گا۔ [1]

اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے مجرموں کے اعمال کے اچھا یا برا ہونے کا معیار مجرموں کی اپنے خیال پر منحصر نہیں، مجرم تو ہمیشہ یہی دعویٰ کریں گے کہ وہ بڑے اچھے لوگ ہیں، اور ان میں کوئی برائی نہیں،

[1] ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون قيل معناه أن الله تعالى إذا أراد عقاب المجرمين فلا حاجة به إلى سؤالهم لأنه عالم بحالهم وقيل لا يسألون سؤال استعلام وإنما يسألون سؤال توبيخ وتقريع وقيل لا تسأل الملائكة عنهم لأنهم يعرفونهم بسيماهم(تفسير الخازن، ج۳ص ۳۷۱، سورة القصص)

ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون فانه تعالى مطلع عليها لا يحتاج الى السؤال والاستعلام فيعاقبهم فى الدنيا باهلاك وفى الاخرة بإدخال النار(التفسير المظهرى، ج۷ص ۱۸۲، سورة القصص)

www.idaraghufran.org

جیسے کہ قارون بھی اپنے آپ کو درست ہی سمجھتا تھا،لہٰذا مجرموں کو جو سزا ملے گی اسی کا انحصار اس بات پر نہیں ہوگا کہ آیا مجرم خود بھی اس کام کو جرم سمجھتا ہے،یا نہیں۔ ؎

؎ فأما قوله: ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون فالمراد أن الله تعالى إذا عاقب المجرمين فلا حاجة به إلى أن يسألهم عن كيفية ذنوبهم وكميتها، لأنه تعالى عالم بكل المعلومات فلا حاجة به إلى السؤال، فإن قيل كيف الجمع بينه وبين قوله: فو ربک لنسئلنهم أجمعين.قلنا يحمل ذلک على وقتين على ما قررناه، وذكر أبو مسلم وجها آخر فقال: السؤال قد يكون للمحاسبة، وقد يكون للتقرير والتبكيت، وقد يكون للاستعتاب، وأليق الوجوه بهذه الآية الاستعتاب لقوله: ثم لا يؤذن للذين كفروا ولا هم يستعتبون،هذا يوم لا ينطقون ولا يؤذن لهم فيعتذرون(تفسير الرازى، ج۲۵ ص ۱٦، سورة القصص)

النحو الواضح

في قواعد اللغة العربية للمدارس الإبتدائية (۱ ــ ۳)

تالیف: علی الجارم و مصطفٰی امین

(نیٹ قیمت:550روپے)

قصيدةُ البردة

وتليها القصيدتان المضيرية و المحمدية

للعلامة شرف الدين ابی عبدالله محمد بن سعيد البوصيری

(نیٹ قیمت:150روپے)

ناشر: مکتبہ زمزم،نزد مقدس مسجد،اردو بازار،کراچی،پاکستان،فون:0335-1111329

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

کھانسی اور اس کا علاج

کھانسی کو عربی میں ''سعال'' اور انگریزی میں Cough کہتے ہیں، کھانسی پھیپھڑوں کی ایسی غیر اختیاری حرکت کا نام ہے، جس سے انسانی جسم کا خودکار نظام (جسے طبی زبان میں طبیعت کہتے ہیں) پھیپھڑوں اور اس کی ہوائی نالیوں، پسلیوں اور سینہ کی اذیت دُور کرنے کی کوشش کرتی ہے، اس اذیت کو دُور کرنے کے عمل میں انسان کھانس کر سینے پر اس قوت سے زور ڈالتا ہے کہ پھیپڑوں کی ہوا، ایک جھٹکے سے خارج ہونے پر مجبور ہوجاتی ہے، اور اس جھٹکے میں پھیپھڑوں میں جمع شدہ مواد بھی منہ سے باہر نکل آتا ہے، بشرطیکہ اس مواد یعنی بلغم اور ریشہ کا مادہ اور قوام نکلنے کے قابل ہو، یا اس مادہ یعنی بلغم اور ریشہ کو نکلنے کے قابل بنالیا جائے۔

بنیادی طور پر کھانسی کی دو قسمیں ہیں: ایک خشک کھانسی اور دوسری تَر کھانسی۔

کھانسی کی مذکورہ دو اقسام کو کیفیات کی تبدیلی کے ساتھ مزید آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن کا ماہر اطباء نے طب کی تفصیلی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل میں کھانسی کوئی مرض اور بیماری نہیں ہے، بلکہ پھیپھڑوں اور اس کی ہوائی نالیوں میں پیدا ہونے والی ایک اذیت کا نام ہے۔

کھانسی کا علاج کرنے کے لئے نہایت ہی ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے، اگر بغیر سوچے سمجھے صرف ٹوٹکوں اور تجربات سے کھانسی کا علاج کرنے کی کوشش کی جائے، تو بعض اوقات یہی کھانسی کا مرض نہایت تکلیف کا باعث بن کر کسی بڑی بیماری مثلاً دمہ اور اس سے بڑھ کر سِل یعنی ٹی بی کا بھی سبب بن سکتا ہے، سِل یعنی ٹی بی مرض کے پیدا ہونے کے اور بھی اسباب ہیں، مگر مذکورہ سبب بھی ہے، مثلاً کھانسی کے علاج میں سمی اثر غلط دواء کے استعمال سے بعض اوقات ہوا کی نالیوں پر جما ہوا مواد، پھیپھڑوں کی جھلیوں پر زخم بنا کر سِل کے مرض کی ابتداء کا سبب بن جاتا ہے، اس لئے کھانسی کے علاج میں غفلت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

www.idaraghufran.org

کھانسی کے علاج میں سب سے بنیادی چیز پرہیز اور غذائی علاج ہے، بعض اوقات صرف پرہیز اور غذائی علاج سے ہی کھانسی کے مرض سے نہایت آسانی سے نجات حاصل ہوجاتی ہے، مثال کے طور پر خشک موسم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کھانسی کا علاج، ٹھنڈے اور بازاری مشروبات یعنی کولڈ ڈرنکس اور خشک وتُرش چیزیں مثلاً اچار وغیرہ اور لیس دار غذاؤں مثلاً چاول، آلو، اروی، وغیرہ سے پرہیز کرنے اور ایک یا دو وقت تر غذاؤں مثلاً شہد والا گرم دودھ پینا، دیسی گھی یا زیتون کے تیل میں تیار کردہ حلوہ جات کھانا، یا پھر گنڈیری یا گنے کے جوس، دیسی گُڑ یا شکر اور ہلدی کا ایک ساتھ استعمال کرنے سے ہی خشک کھانسی کا علاج ہوجاتا ہے، اور اس کے برعکس پرہیز نہ کرنے سے بعض اوقات کھانسی کا مرض اتنا بگڑ جاتا ہے، کہ مختلف طرح کی ادویہ کھانے کے باوجود، کئی کئی دن تک مریض کھانسی کے مرض سے نکل نہیں پاتا، یہاں تک کہ کھانس کھانس کر مریض کے سینہ، کندھوں اور ہڈیوں تک میں درد شروع ہوجاتا ہے، اس لئے پرہیز کرنا، علاج کا سب سے پہلا اصول ہے۔

اسی طرح خشک کھانسی کے علاج میں گرم یا نمکین پانی کی بھاپ لینے یا سویوں کی بھاپ لینے سے بھی بعض خشک کھانسی کو بہت جلد افاقہ ہوجاتا ہے۔

کھانسی کے علاج میں دوسری اہم چیز یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ کھانسی کی کیفیت خشک ہے یا تَر ہے؟ یعنی مریض کھانستے وقت کس کیفیت میں مبتلا ہے، کیونکہ اگر کھانسی کی کیفیت خشک ہے، تو خشک کھانسی کا اصولی علاج تری اور بلغم کا پیدا کرنا ہے، اس کے برعکس عام طور پر ہر طرح کی کھانسی کے علاج میں ایسی ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں، جن سے کھانسی کو مزید خشک کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ خشک کھانسی کے علاج میں مزید خشکی پیدا کرنا، مریض کے مرض کو کم کرنے کے بجائے مزید بڑھانا ہے۔

اگر کھانسی کی کیفیت تر ہو، یعنی کھانسی کے ساتھ بلغم بھی خارج ہو رہا ہو، تو ایسی کھانسی کا علاج نسبتاً آسان ہے، چنانچہ تر کھانسی کا مریض اگر کوئی بھی خشک چیز مثلاً ڈرائی فروٹ جس میں مونگ پھلی، بھنے ہوئے چنے وغیرہ کا استعمال کرلے، تو بعض اوقات یہی تدبیر، مرض سے شفاء کا باعث بن جاتی ہے۔

﴿بقیہ صفحہ نمبر 62 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......29/ جمادی الاخریٰ بروز جمعہ مفتی صاحب مدیر کے برخوردار جناب حافظ محمد لقمان صاحب، دخترِ جناب عبدالوحید صاحب کے ساتھ اور مفتی صاحب مدیر کی دختر صاحبہ، جناب عبدالغفار بٹ صاحب کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، اللہ تعالیٰ زوجین کے لئے عقدِ نکاح کو باعثِ برکت بنائے۔ **بَارَکَ اللّٰهُ لَهُمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فِي الْخَيْر.**

□......تعمیرِ پاکستان سکول میں سردیوں کی تعطیلات کے بعد مورخہ 3/ رجب(15/ جنوری) بروز پیر، سے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوگیا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ نمبر 61 ''کھانسی اور اس کا علاج''﴾

کھانسی کے علاج میں بلغم کی رنگت سے بھی، تشخیص اور کھانسی کے علاج میں مدد لی جاسکتی ہے، چنانچہ نہایت زرد رنگ کی بلغم، یا پھر سبز رنگ کی بلغم ہو، تو یہ جسم میں خشکی ہونے کی علامت ہے، اس کا علاج بلغم کو پتلا کر کے خارج کرنا ہے، اسی طرح کھانسی کے ساتھ اگر خون آ رہا ہو، تو دیکھنا چاہئے کہ خون سیاہی مائل سرخ ہے، یا پھر شوخ سرخ ہے، اگر شوخ سرخ رنگ کا خون آ رہا ہو، تو اسے رطوبات پیدا کر کے مثلاً دودھ پی کر بند کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے، کھانسی کے علاج میں بلغم کا پیدا ہونا، علاج کی طرف ایک اچھا قدم ہوتا ہے، جبکہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کھانسی میں بلغم بہرصورت بند کر دینی چاہئے، طبی اعتبار سے یہ خیال درست نہیں۔

www.idaraghufran.org